وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

مسلسل اشاعت کے چوّن سال

ماہنامہ الحق

اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع

639-640-641 نومبر ۲۰۱۸ تا جنوری ۲۰۱۹ء

قبائے نور سے سج کر لہو سے باوضو ہوکر
وہ پہنچے بارگاہ حق میں کتنے سرخرو ہوکر

بیاد

حضرت مولانا شیخ الحدیث

سمیع الحق شہیدؒ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِی الْاُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِه وَسَلِّم تَسلِیمَا

جلد نمبر 54

شمارہ نمبر 4-3-2

ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ

نومبر ۲۰۱۸ تا جنوری ۲۰۱۹

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: آہ! (اباجیؒ) مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی المناک جدائی .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- اظہار تشکر بنام تعزیت کنندگان محترم .... ادارہ ۱۵
- ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نمبر .... ادارہ ۱۶
- شہادت میں اسلاف کی سنت سے نوازے گئے (مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا خطاب) ...... مولانا اسامہ سمیع ۱۷
- اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے (حضرت مولانا انوار الحق صاحب کا تعزیتی بیان) ...... ادارہ ۲۳
- سینٹ آف پاکستان کی تعزیتی قرارداد کا عکس .... ادارہ ۲۴
- قومی اسمبلی میں مولانا سمیع الحق کی شہادت پر مذمتی قرارداد منظور .... ادارہ ۲۵
- عالمگیر سوگ اور ہمہ گیر غم واندوہ (سیاسی زعما، حکمرانوں ومشاہیر کے چند تاثرات) .... ادارہ ۲۶
- رابطہ العالم الاسلامی سعودی عربیہ .... ادارہ ۳۳
- مرحوم مولانا سمیع الحق کی شہادت کے متعلق امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ ...... امارت افغانستان ۳۴
- امت مسلمہ ایک بڑے محسن سے محروم ہوگئی .... امارت اسلامیہ افغانستان ۳۵
- ایرانی قونصل جنرل محمد بیگی کی مولانا سمیع الحق شہید کی شہادت پر اظہار تعزیت .... ادارہ ۳۶
- علماء و مشائخ، ارباب فضل وکمال اہل علم وقلم اور زعما ملت کے تعزیتی تاثرات .... ادارہ ۳۷
- اُمت کا سرمایۂ حیات لٹ گیا .... شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی ۴۱
- مولانا سمیع الحقؒ ایک عہد ساز شخصیت .... مولانا محمد حنیف جالندھری ۵۱
- علم وفضل اور عزم وعزیمت کے کوہ گراں .... مولانا زاہد الراشدی ۵۴
- مکمل نفاذ شریعت کے لئے ٹھوس اقدامات کی تجویز .... سینیٹر جناب راجہ ظفر الحق ۵۷
- مسئلہ افغانستان پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا موقف .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۵۹
- کاروان جہاد کے ہزاروں شہداء کے مربی .... مولانا ابن الحسن عباسی ۶۱
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جنازے نے ان کی حقانیت کی شہادت دیدی .... جناب حامد میر ۶۵
- شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے .... صاحبزادہ خذیمہ سمیع ۶۸
- سوانح حیات قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ .... مولانا عرفان الحق حقانی ۷۱
- شہادت سے دودن پہلے ناموس رسالتؐ پر مولانا سمیع الحق کا سوشل میڈیا سے دردبھرا پیغام ...... مولانا لقمان الحق ۸۲
- دارالعلوم کے شب وروز .... ادارہ ۸۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435- 923 92+

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak (اس شمارہ کی قیمت: 120روپے)

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400روپے۔ بیرون ملک 40$امریکی ڈالر

پبلشر: **مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔منظور عام پریس پشاور**

کمپوزنگ: بابر حنیف

639-641 / ربیع الاول ـ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ نومبر ۲۰۱۸ تا جنوری ۲۰۱۹ء

القاسم اکیڈمی کی علمی، عملی اور سوانحی پیشکش

مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حیات وخدمات

دوجلد مکمل نیا ایڈیشن

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تذکرہ وسوانح شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، جو ایک مردِ مجاہد کی کہانی ہی نہیں ایک عہد کی تاریخ ہے، اور داستانِ سبق آموز بھی ہے، مولانا سمیع الحق کے علم وقلم، ادب وتاریخ، درس وتدریس، اعلاء کلمۃ الحق، شریعت بل اور نفاذِ شریعت کی تحریک، قومی وملی اور سیاسی خدمات، قادیانیت سمیت تمام فرقِ باطلہ کا تعاقب، افغان جہاد، اور تحریک طالبان سے لے کر دفاعِ پاکستان کونسل تک معرکہ آرائیوں کے دلچسپ تاریخی مراحل ......

......تقریباً پون صدی پر مشتمل دلآویز، سبق آموز داستانِ عزیمت......

ضخامت : ۹۴۸ صفحات ...... ہدیہ : ۹۰۰ روپے

0301-3019928
0346-4010613
القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ کے پی کے

آہ! حضرت والد صاحب (ابا جیؒ) مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی المناک جدائی

(اشک ہائے درد)

أولئك آبائي فجئني بمثلهم اذا جمعتنا يا جرير المجامع

بانی ''الحق'' نابغہ روزگار ہمہ جہت، ہشت پہلو اور عہد ساز ہستی، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی المناک شہادت کے بعد ماہنامہ 'الحق' تین ماہ کے تعطل اور تاخیر کے بعد پیش خدمت ہے، اس حال میں کہ حضرتؒ کی ناگہانی شہادت اور کربناک جدائی کے باعث دارالعلوم، ادارہ 'الحق' اور خصوصاً راقم شدید حزن وغم میں ڈوبا ہوا ہے، شدتِ یاس والم کی فراوانی اور روزانہ مہمانوں کی تسلسل کے ساتھ تعزیت کے لئے آمد اور راولپنڈی واسلام آباد میں تفتیشی اداروں کیساتھ راقم کی پے در پے میٹنگز کے باعث دن بدن رسالہ کی اشاعت میں تاخیر ہوتی گئی، پھر مجلہ تیار ہونے کے بعد میرے اداریے (نقش آغاز) کے لئے پڑا رہا، کئی بار زخمی دل و دماغ کو مجبور ونیم آمادہ کیا کہ کچھ نہ کچھ حضرت والد صاحب شہیدؒ کے متعلق فوری طور پر لکھ سکوں لیکن ہر بار قلم صبر وقرار اور ہمت کے بندھن سمیت بار بار ٹوٹتا ہی چلا گیا اور زخمی قلب وجگر اور آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے خون کے چشمے ہی پھوٹتے رہے، اب میری ناقص سمجھ میں قرآن میں صبر کی قدر ومنزلت اور اس کی اہمیت اور اس پر قائم رہنے کی تفسیر واضح ہو رہی ہے۔ الحمدللہ ہمیں حضرت والد صاحبؒ کی شہادت پر فخر ہے، موت برحق ہے انہیں شہادت بھی اعلائے کلمۃ الحق کی اذان مسلسل کے عوض دی گئی ہے، انہیں اپنے خون میں اس لئے نہلایا گیا کہ آپ عالمی استعمار امریکہ، نیٹو ہندوستان وافغانستان کے عزائم میں رکاوٹ نہیں بلکہ چٹان کی طرح آخر تک کھڑے رہے جو موقف افغان مجاہدین اور عالم اسلام کی کمزور دینی و جہادی تحریکات کی حمایت میں چالیس برس آپ نے قائم کیا تھا اس پر کبھی کمپرومائز اور سودابازی و کمزوری نہیں دکھائی، دفاع اسلام ودفاع پاکستان کی حفاظت کے لئے عمر بھر دشمنان اسلام وپاکستان سے لڑتے رہے اور بالآخر انہی دشمنوں کی عالمی سازشوں کے ہاتھوں شہید ہوکر ہمیشہ کے لئے امر ہوگئے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

....

اسی طرح شہادت سے دو روز قبل توہین رسالتؐ کی مرتکب آسیہ ملعونہ کی رہائی کے خلاف سپریم کورٹ اور حکومت وقت کے غلط فیصلے کے خلاف تاریخی تقریر بھی آپ کے عمر بھر کے علمی ودینی کاموں کے برابر عندالناس اور عنداللہ مقبول ہوئی، بعض حلقے اِن کی شہادت کو اس پس منظر میں بھی دیکھ رہے ہیں اور کچھ حلقے ان دونوں عوامل کے تناظر میں حضرتؒ کی شہادت اور پس پردہ محرکات کے متعلق چہ میگوئیاں کرر ہے ہیں۔ معلوم نہیں حقیقت میں آپکے قتل نامے اور محضر نامہ پر کس کس کی رضاومنظوری کی مہر لگی ہوئی ہے؟ بہرحال انہی عوامل اور جرات واستقامت کے باعث بالآخر شہادت کی منزل پر پہنچ کر ہی سرخرو ہوگئے، اسلام میں شہداء کا ماتم ممنوع ہے لیکن جس طرح ۸۲ سالہ انتہائی کمزور اور ضعیف شخص کو خنجر کے دو درجن کے قریب زخموں سے چور چور کر مارا گیا ہے تو اس بربریت اور آپکی جدائی کے صدمے اور فطرت انسانی کے باعث کچھ نہ کچھ غم وحزن کا اظہار ایک بیٹے وشاگرد ہونے کے ناطے میرے لئے قدرتی وفطرتی امر ہے۔

کاش! حساسیت کا عنصر میرے وجود میں زیادہ نہ ہوتا اور کاش! آنکھ میں نمی اور دل میں اِن کی یادوں کی آبشار نہ بہہ رہی ہوتی تو اپنے عظیم بوڑھے والد کی المناک اور وحشیانہ قتل وشہادت پر حال دل کی لمبی سے لمبی تفسیر لکھتا لیکن درماندگی اور شکست وریخت کے باعث فی الحال کچھ زیادہ لکھنے سے قلم ودماغ دونوں قاصر ہیں۔ حضرتؒ کی اچانک شہادت وجدائی سے دل ودماغ میں گویا شور قیامت بپا ہے، جس کے باعث قویٰ بالکل مفلوج ہوگئے ہیں، بارہا جتن کے بعد بھی بوجہ اداس ومجروح طبیعت حضرت والد صاحبؒ پر ان کی شان کے مطابق کچھ خاص نہ لکھ سکا......

خیال وصل سے فرصت مرے جنوں کو ملے
دل و دماغ کو آمادۂ فراق کروں

....

رسم دنیا اور 'الحق' کی روایات کے مطابق نقش آغاز کی ذمہ داری چونکہ مجھ ناتواں کے کندھوں پر گزشتہ دو دہائیوں سے ہے اسی لئے یہ چند خونِ دل میں ڈوبی ہوئی سطریں لکھ دی ہیں اور بطور تبرک چند پہلوؤں پر اکتفا کرتے ہوئے درد کو ان چند صفحات میں سمودیا ہے۔ ان شاء اللہ تفصیل سے ''الحق'' کی خصوصی اشاعت ''حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نمبر'' میں لکھنے کی کوشش کروں گا، اگر کشاکش غمِ پنہاں ونہاں سے کچھ سنبھل پایا تو ان کی جدائی میں چراغہائے عقیدت ومحبت روشن کرنے کی کوشش کروں گا۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

راقم آج تک اپنے بزرگوں، دوستوں، عزیزوں اور نامور لوگوں کی وفات اور بچھڑنے پر ادارتی صفحات میں اظہارِ غم و نوحہ خوانی کرتا اور حکایات خونچکاں لکھتا رہا اور اس طرح شاہراہِ حیات پر چلتے ہوئے اکثر رہینِ ستم ہائے روزگار بھی رہا اور ساتھ ساتھ زمانے کے ہر طرح کے حادثات بھی سہتا رہا لیکن کبھی قلم، قلب، انگلیوں اور طبیعت پر کچھ لکھتے یا سوچتے ہوئے ایسی گرانی اور شوریدگی طاری نہیں ہوئی جیسی کہ اس بار ہے۔ ع انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکاں اپنا

اکثر ایک ہی نشست میں کئی موضوعات پر اداریہ لکھ لیا لیکن آج حضرت والد ماجد شہیدؒ کو جدا ہوئے ڈھائی ماہ سے زائد ہونے کو ہیں اور میں پہلے دن کی طرح سراپا سوز و اَلم ہوں نہ جانے والد ماجد مرحوم کے بارے میں تعزیتی شذرہ لکھنا کیوں کوہِ گراں اٹھانے سے زیادہ مشکل نظر آ رہا ہے اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہر شے اپنی شوخی کھو بیٹھی ہے۔ شاخ و گل کا ذکر ہی کیا پورا باغ کا باغ خزاں منظر نظر آ رہا ہے، ایک ویرانی سی ویرانی چارسُو پھیلی ہوئی ہے، گلی کوچے اور در و بام بجھے بجھے اور آسمان و زمین بھی افسردہ افسردہ نظر آ رہے ہیں، اس اچانک حادثہ سے بستیٔ دل و دماغ کی ساری شوخیاں و سرگرمیاں بجھ گئی ہیں، گویا

تھی وہ اک شخص کے تصور سے
اب وہ رعنائی خیال کہاں

اور اِن دنوں میرا حال یہ ہے کہ دل مردہ اور سرِ شوریدہ ویرانوں، دشت و صحراؤں میں بھٹکنے اور پناہ لینے کے لئے ٹھکانے و بہانے ڈھونڈ رہا ہے......

شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبالِ دوش
صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں

ہر چند دل و دماغ کی ویران بستیوں میں مَیں نے بہت صدائیں دیں کہ کچھ نہ کچھ تعزیتی کلمات ان کی شان کے مطابق لکھ پاؤں لیکن وہاں بھی موت کی خاموشی اور سناٹے کے سوا کچھ سنائی نہیں دیا اور یوں لگا کہ یہاں ان دِنوں شامِ کربلا کا منظر ہے۔ کئی بار لکھنے کیلئے عزمِ صمیم کیا لیکن قلم اور آنکھ دونوں آنسو اور جوئے خوں بہاتے رہے اور کچھ زیادہ لکھنا ناممکن لگ رہا ہے۔ بقول غالب......

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

حزن و یاس کے اس پت جھڑ کے موسم میں اپنی انگلیاں سرد، جذبات گرم اور قلم اداس اور دل افسردہ ہے۔

یاس و حسرت کی فضا چھائی ہوئی ہے چار سو
برق غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج

باپ جیسی عظیم مشفق شخصیت اور پھر حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی ہشت پہلو، جامع الصفات اور طلسماتی شخصیت کا سوانحی احاطہ، تذکرہ، آثار و مناقب اور ذکرِ خیر میرے جیسے درماندہ و غمزدہ کے بس کی بات نہیں، یہ چند صفحات بھی بڑی مشکل سے لکھے ہیں، حزن و غم میں ڈوبے ہوئے قلم کی یہ ایک شکستہ و بے ربط تحریر ہے جس میں قطعی طور پر کچھ فنکاری و ریاکاری شامل نہیں، اور میرے ٹوٹے ہوئے دل کے چند دردانگیز نالے، پراگندہ خیالات، دھندلی یادیں، ان کی شفقتیں، چند آہیں، کچھ زخمی جگر کے ٹکڑے ہیں، یہ متاعِ دیدۂ تر کا نذرانہ اور چشم تر کے چند خوں فشاں آنسو ہیں جنہیں بطور یادگار سپردِ قلم کررہا ہوں...... ع من قاش فروشِ دل صد پارۂ خویشم

پھر بھر رہا ہوں خامہ مژگاں بخون دل ساز چمن طرازیٔ داماں کئے ہوئے

....

دنیا میں والدین جیسی نعمت کا کوئی نعم البدل نہیں۔ کہتے ہیں کہ بے لوث محبت آپ کو صرف والدین کی ذات سے ملے گی جس میں کوئی دنیاوی لالچ اور ظاہری ملاوٹ نہیں ہوتی۔ والدین ایک ٹھنڈی چھاؤں ہیں جس کے سائے تلے انسان ہر قسم کی سختیوں کی دھوپ اور حوادث کے طوفانوں سے محفوظ رہتا ہے لیکن حضرت والد مرحوم تو ٹھنڈی چھاؤں سے بڑھ کر ایک دوست، رفیق، مرشد، استاد و اتالیق تھے، ان کی صحبت سے بہت کچھ سیکھا، ذوق مطالعہ سے لے کر شوق تحریر تک، ''الحق'' کی ادارت و انتظامی امور سے لیکر تعمیراتی نظام تک اور مقامی سیاست سے لے کر عالمی معرکہ آرائیوں تک ہر جہت اور ہر پہلو پر اُن سے استفادہ کیا۔ اس سے بڑھ کر وہ ایک مشفق باپ، کہنہ مشق مدرس، منفرد اور بہت ہی باصلاحیت مدبر مہتمم، بیباک، نڈر اور اپنی وضع کے بہت ہی مختلف بلند نگاہ سیاستدان اور عالی فکر لیڈر، اور جراتمند غازی و مجاہد ہی نہیں بلکہ پاکستان کی مذہبی، سیاسی اور صحافتی تاریخ کا ایک قومی ورثہ تھے، روسی اور امریکی سامراج کے خلاف عمر بھر دارالعلوم حقانیہ کے منبر سے لے کر جہاد افغانستان کے گرم محاذوں اور سیاسی پلیٹ فارمز سے لے کر ایوان بالا، پارلیمنٹ کے ایوانوں تک اور دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان رسالے ''ماہنامہ الحق'' کے ادارتی صفحات کے ذریعے ہر جگہ ان کے خلاف نبرد آزما و برسرپیکار رہے، آپ حقیقت میں جدوجہد آزادی کے علمبردار اور قافلہ حریت کے سپہ سالار تھے اور یہاں تک کہ زندگی کے آخری ماہ و سال میں آپ

کا شوق شہادت اور بھی بڑھتا گیا اور بالآخر اپنے خون کا نذرانہ بھی بارگاہ ایزدی میں فدایانہ پیش کر دیا۔ آپ اسلاف کے اصولی روایات کے نقش کہن کے درخشاں نشان منزل تھے۔ آپ کی زندگی کا نصب العین پاکستان کو ایک آزاد اسلامی ریاست کے روپ میں دیکھنا تھا سو اسی جدوجہد میں اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔ باوجود علمی و دنیوی جلالت شان کے آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے اور فقیرانہ درویشانہ زندگی کو دنیاوی جاہ وجلال پر ترجیح دیتے۔

....

حضرت مولانا شہیدؒ کی ہر سانس، ہر صدا اور قلم کی ہر جنبش علم وفضل کی ترقی، اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بے تاب اور سرگرم عمل تھی۔ زندگی اور علم وفضل کا کون سا ایسا شعبہ ہے جس پر آپ نے تنہا کئی اداروں سے بڑھ کر کام نہ کیا ہو اور تصنیفات و تالیفات اور علمی مقالات کا ایسا عظیم ذخیرہ آپ نے وراثت میں چھوڑا ہے کہ فضلائے حقانیہ اور تشنگان علم وفضل کو مدتوں اپنی تشنگی کا شکوہ نہیں کرنا پڑے گا۔ شہادت سے ایک دن پہلے یکم نومبر ۲۰۱۸ بروز جمعرات جب آپ گھر سے آخری بار چارسدہ اور اسلام آباد تقاریر کے لئے جا رہے تھے تو راقم نے انہیں معمول کے مطابق گاڑی تک رخصت کیا تو مجھے دو بڑے خاکی لفافوں میں کاغذات دیئے اور فرمایا کہ ان میں مولانا اسرار مدنی کی زیر طبع تالیف ''مجلس شوریٰ میں نفاذ اسلام کی جدوجہد'' کے مسودات ہیں، اس کی نظر ثانی میں نے کر لی ہے اب مولانا اسرار سے کہو کہ وہ اسے پریس بھیج دے یعنی ہماری آخری والوداعی ملاقات بھی تصنیف و تالیف اور کتاب واشاعت کے حوالے سے ہوئی۔ مطالعہ، تصنیف و تالیف ہی انکا اوڑھنا بچھونا اور جینا و مرنا تھا۔

کل اس کی آنکھ نے کیا زندہ گفتگو کی تھی
گماں تک نہ ہوا وہ بچھڑنے والا ہے

....

صرف ماہنامہ 'الحق' ہی کی خدمات کو دیکھ لیجئے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ آپ نے کس قدر بھرپور اس کی آبیاری اور سرپرستی جاری رکھی اور اسے عالم اسلام و برصغیر کا معروف علمی، تحقیقی مجلہ بلکہ ایک بہت بڑا عالمگیر ادارہ بنا دیا۔ پھر اسی طرح اپنے قائم کردہ ادارہ ''موتمر المصنفین'' کی بنیاد بھی آپ نے ہی رکھی، جس سے اب تک الحمدللہ درجنوں تصنیفات و تالیفات کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپ نے ۱۹۵۸ء سے تدریس کا آغاز کیا اور یوں پورے ساٹھ برس تک مسلسل تدریس کی اور خصوصاً مسند حدیث پر پچاس برس قال اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اسباق پڑھائے، آپ کے خون جگر سے سینچے ہوئے اس گلشن حقانیہ و میکدہ علم و دانش سے ہزاروں تشنگان علم و معرفت آب حیات پیتے رہے۔ افغانستان کی علمی

ودینی اور جہادی قیادت کے چیدہ و چنیدہ اشخاص، محاذ جنگ کے جرنیل، سیاسی زعماء، طالبان دورِ حکومت کے سرخیل، دینی مدارس کے مدرسین سے لے کر عدالتوں کے قضاۃ، کابینہ کے وزراء اور لشکروسپاہ کے معروف جرنیلوں تک، بلوچستان کے بڑے بڑے جامعات کے مہتممین ومحدثین اوراساتذہ حدیث، کے پی کے کے معروف جامعات، مقبول دینی مدارس کے بانیین اور ارباب علم وفضل و محدثین تک، سندھ اور پنجاب کے علمی، تعلیمی، تدریسی اور ادبی حلقوں میں حقانیین کی علمی ودینی اور تدریسی سرگرمیوں سے لے کر پارلیمنٹ میں علماء کی بھرپور نمائندگی تک مولانا سمیع الحق شہید کے تلامذہ کاایک لشکر جرار ہے جوظلم، جبرواستبداد کے خلاف برسرپیکار اورعلوم ومعارف کے دیپ جلا رہا ہے، بطورنمونہ صرف جامعہ حقانیہ کے قرب و جوار میں چند نمایاں شخصیات سرفہرست ہیں، حضرت مولانا قاری عبداللہ، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن، حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، حضرت مولانا قاضی فضل اللہ صاحب، حضرت مولانا قاری عمرعلی صاحب جیسے بڑی علمی شخصیات آپ ہی کے تربیت یافتہ اوران کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ کی تاریخی کتب ''مکتوبات مشاہیر (شائع شدہ ۷ جلدیں، غیرمطبوع ۳ جلدیں) اورخطبات مشاہیر (۱۰ جلدیں)'' جس پراردوادب کو ہمیشہ ناز رہے گا، تاریخی اہمیت کی حامل کتب ہیں۔

حضرت امام لاہوریؒ کی شہرہ آفاق تفسیر جو آپ کی زندگی کی بہت بڑی آرزو اورتمنا تھی جس کی تالیف وترتیب میں آپ اِن دنوں ہمہ وقت مستغرق رہتے۔ یہ آپ کی ۵۴۔۵۵ء کے زمانہ طالب علمی کے درسی وتفسیری نوٹ تھے جو آپ نے اب تک محفوظ کئے ہوئے تھے اور اب تین سال قبل اس کی تدوین و ترتیب کا کام بڑے اہتمام سے شروع کیا تھا، اس دوران دل کے آپریشن کا خطرناک مرحلہ بھی آیا، دوران علاج بھی اور پھر خصوصاً آپریشن کے چند دن بعد ہسپتال میں ہوش وحواس میں آتے ہی بلکہ نئی زندگی کا عملی آغاز بھی تفسیر کے مسودات وقلم منگوا کراس پرکام سے شروع کیا کہ اِسی کی تکمیل کی خاطر اپنے پروردگار سے زندگی کی دعائیں وساعتیں مانگی ہیں اوراس دیرینہ علمی ودینی کام کی تکمیل کی نذر مانی ہے۔ ایک موقع پر آپ نے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب سے اسکے متعلق یوں فرمایا کہ ''اب تو تمنا ''تفاسیر امام لاہوریؒ'' کی تکمیل ہے کہ جاتے جاتے قرآن مجید کی خدمت بھی ہوجائے، شیخ الہندؒ نے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں ایک شعرلکھا ہے اب میرا بھی یہی شعروظیفہ ہے......

روزِ قیامت ہرکسے باخویش واردنامہ　　من نیز حاضرمی شوم تفسیر قرآن دربغل''

ہائے افسوس! کہ اِن کی یہ دیرینہ تمنا ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی اور زندگی نے مزید وفا نہ کی اور تقریباً ستائیس پارے اپنے ہاتھ سے مکمل کرکے کاتب تقدیر کے لکھے اور جرس اجل کے بلاوے کے باعث ادھورے چھوڑ کر خلدِ بریں پروردگار عالم کے پاس مسودات تفسیر کا ادھورا ذخیرہ جلدی میں شوق شہادت کی آرزو میں ہاتھوں میں اٹھائے چلے گئے حالانکہ علمی حلقے اور ہم سب اس کے مشتاق اور چشم براہ تھے ......

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا　　　تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

ان شاء اللہ بقیہ تین پاروں پر بھی کام زور وشور سے انہی باصلاحیت واہل افراد کے ذریعے جاری وساری ہے جنہوں نے ابتداء ہی سے حضرت مرحوم کے ساتھ مل کر یہ سارا کام شروع کیا تھا،فرق یہ ہے کہ اس کی نگرانی اور بقیہ کام کی تکمیل مجھ جیسے ناکارہ وکوتاہ ہمت انسان کے ذمہ آ گئی ہے، جوحزن ویاس کی شدت کے باعث عضو معطل بن کررہ گیا ہے، بہر حال اپنی بھرپور کوشش رہے گی کہ ان شاء اللہ یہ تفسیر جلد از جلد منصۂ شہود پر آئے ، کچھ نئے مفید اضافے بھی زیر غور ہیں۔

اسی طرح حضرت والد صاحب مرحوم کے باقی ارادوں ومنصوبوں کی تکمیل بھی ضرور ہوگی، دارالعلوم کی عظیم الشان زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ اور جدید عظیم الشان زیرتعمیر ''دارالتدریس'' (اکیڈمک بلاک) کی تعمیر بھی حضرت والد صاحب کی شدید ترین خواہش تھی اور آپ ہی کی سرپرستی میں اس کے سٹرکچر کی تکمیل بھی تقریباً (ڈھائی لاکھ اسکوائر فٹ) مکمل ہوگئی ہے ،اس کی تمام خدمت ونگرانی کا ذمہ بھی حضرت والد صاحبؒ نے میرے ناتواں کندھوں پر ڈالا تھا اور تحدیث نعمت کے طور پر الحمدللہ مجھ سے اس خدمت کی بناء پر بہت زیادہ خوش رہتے اور ہر وقت دعائیں دیتے رہتے۔ ان شاء اللہ اِن کی تینوں ادھوری خواہشوں کی تکمیل کی مقدور بھر کوششیں جاری رکھوں گا۔ اللہ تعالی سے خصوصی التجاء ہے کہ وہ مجھ جیسے کمزور وناتواں کو اِن خدمات کو پورا کرنے کی توفیق اور حوصلہ عطا فرمائے کیونکہ فی الحال تو برق غم کے باعث صبر وقرار کا خرمنِ دل اور ہمت وآرزو کا شجر جل چکا ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

آپ کے کارہائے نمایاں تاریخ کے اوراق اور یادوں کی بستی میں ہمیشہ یادر کھے جائیں گے۔

....

حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق نوراللہ مرقدہ کی سیاست کا محور بھی الحمدللہ دینی جماعتوں کی شیرازہ بندی اور متفقہ جدوجہد پر مبنی ہے۔آپ نے امت مرحومہ کو بانگ درا کی مانند اپنی نواہائے پریشاں سے ہر وقت جھنجھوڑا۔ اکابرین جمعیت کیساتھ زندگی بھر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور سیکولر حکومتوں کیخلاف بھرپور انداز میں جدوجہد کی ۔ آپ نے ''تحریک نظام مصطفیٰ''، ''تحریک ختم نبوت''، ''تحریک نفاذ

شریعت''، ''تحریک شریعت بل'' اور دیگر کئی اہم دینی و سیاسی تحریکات میں بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا اور باوجود ضعف و نقاہت کے آخری دم تک دین اسلام کے غلبہ اور استعمار کیخلاف جدو جہد کرتے رہے۔

لیکن آہ! ظالموں نے اس مسیحائے قوم اور ہمدرد پاکستان کو بھی نہیں بخشا۔ دہشت گردوں نے وہ شمع فروزاں بھی بجھا دی جو اندھوں اور اندھیروں کے شہروں میں باوجود بادِ سموم کے اب تک جل رہی تھی......

مرا نقش ہستی نہیں مٹنے والا
بتوں کے مٹانے سے مٹتا نہیں ہے

معلوم نہیں کہ اس ملک پاکستان کا کون والی وارث اور حاکم ہے؟ اور کن ''لوگوں'' کے ہاتھ مسندِ قضاء و انصاف تھما دی گئی ہے۔ یہاں علماء، فضلاء اور مذہبی افراد کا خون ایسا بہایا جارہا ہے جیسے پاکستان نہیں بلکہ مصر، افغانستان، شام اور الجزائر ہو۔ اس معاشرے میں زندہ رہنا اور علم و فضل و مذہب سے وابستہ ہونا گویا ایک جرم بن گیا ہے۔ ملک و ملت پر ہر صبح قیامت کا سورج طلوع ہوتا ہے کسی نہ کسی گوشے، مدرسے، خانقاہوں سے لہو کی دھار اٹھتی ہے غروب آفتاب کے وقت افق پر شفق کی سرخی کی جگہ خونِ ناحق کی سرخی پھیلی ہوتی ہے۔ یہاں دانشوروں، علماء فضلاء کو قتل کیا جاتا ہے اور ڈاکوؤں، بدمعاشوں، درندوں کو قضاء و قدر اور عزت و وقار کی خلعتیں بخشی جاتی ہیں۔ پورا ملک یوں لگتا ہے کہ قتل گاہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ یہاں ہر عالم اور محبِ وطن کی زندگی بھر کی خدمات اور کاوشوں کا صلہ آگ و خون میں نہلا دینا ہے۔ اس کی مثال علمائے کرام کی شہادتیں ہیں۔ معلوم نہیں کہ مملکتِ پاکستان اور پاکستانی معاشرہ کب تک اپنے محسنوں کی قبروں میں اضافہ برداشت کرتا رہے گا......؟

....

بہرحال حضرت مولانا شہیدؒ کے اصل قاتل وہی کفری قوتیں اور ممالک ہیں جن کے خلاف آپ عمر بھر نبرد آزمار ہے، اب یہ اربابِ اختیار کی کمزوری و بزدلی ہے کہ وہ کھل کر ماسٹر مائنڈ کا نام لیں یا اِن کے خلاف عملی اقدامات کریں، لیکن یہ ممکن نہیں، بھلے ارباب اختیار اور امریکی جنگ کے اتحادی فادر آف طالبان اور ''انتہا پسندوں'' اور مجاہدین کے سرپرست کے خون کا حساب کیونکر ان سے مانگیں گے؟ اور پھر اس سے قبل پاکستان میں متعدد مذہبی و سیاسی رہنماؤں اور حتیٰ کہ سابق صدر مملکت جنرل ضیاء الحق شہید، سابقہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو، سابق وزیراعظم لیاقت علی خان، مولانا حق نواز شہید، مولانا ضیاء الرحمٰن شہید، مولانا ایثار القاسمی شہید، مولانا عبداللہ شہید، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا اعظم طارق شہید، مفتی نظام الدین شہید، مولانا حبیب اللہ مختار شہید، حضرت مولانا حسن جان شہید، مولانا غازی

عبدالرشید شہید، مفتی عثمان یار خان شہید، مولانا نصیب خان شہید، مولانا نور محمد شہید، حکیم محمد سعید شہید، ڈاکٹر خالد سومرو شہید، مولانا محسن شہید، نمایاں ہیں، جن کے اصل قاتل اور ماسٹر مائنڈ آج تک سامنے نہ آ سکے، ہم نے پہلے دن ہی سے اپنے شہید والدؒ کی المناک شہادت پر بھرپور صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا، شہادت کے فوراً بعد برادرم مولانا حامد الحق صاحب، حضرت مولانا انوار الحق صاحب، پروفیسر محمود الحق حقانی صاحب، مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب نے میڈیا کے ذریعے قوم اور خصوصاً جمعیت علمائے اسلام و دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ لاکھوں لوگوں سے پرامن رہنے کی دردمندانہ اپیل کی، جس سے الحمدللہ فوری طور پر حالات کنٹرول میں رہے۔ اُن دنوں ملک کے ناگفتہ بہ حالات میں اگر ہم چاہتے تو پورے ملک میں آگ کا سمندر پھیلا سکتے تھے لیکن الحمدللہ یہ نہ اسلامی تعلیمات ہیں اور نہ ہمارے والد صاحب شہید کا جلاؤ گھیراؤ کا طریقہ ٔ سیاست تھا۔ دنیا کو معلوم ہوگیا کہ حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کے خلاف جو ''انتہا پسندی وتخریب کاری'' کا جھوٹا پروپیگنڈہ تھا وہ انہوں نے اپنے صبر وتحمل اور پرامن کردار سے زائل کردیا۔ ان دو ڈھائی ماہ میں ہم نے بڑے صبر وتحمل اور استقامت کے ساتھ جمہوری طور پر احتجاج جاری رکھا، ملک بھر کے چھوٹے بڑے شہروں میں پُرامن احتجاجی اجتماعات اور مظاہرے ہوئے اور ہو رہے ہیں کہ اصل قاتلوں کو فوری طور پر حکومت گرفتار کرے اور انہیں علی الاعلان بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ گوکہ پاکستان کی تاریخ اس چیز کی نفی کرتی ہے کہ اصل قاتل کبھی گرفتار ہوسکیں گے، ہم نے اپنے عظیم والد مرحوم کے قتل کا مقدمہ اور معاملہ سب سے بڑے منصف خداوند ذوالجلال والاکرام اور عَزِيزٌ ذُوانْتِقَامٍ کی بڑی عدالت میں پیش کیا ہوا ہے، وہی ان ظالموں، قاتلوں کافروں کیلئے کافی ہے۔ ان شاء اللہ قاتل اس کے مہلک اثرات سے اپنا دامن محفوظ نہیں رکھ سکتے اور ایک نہ ایک دن ضرور خداوند جبار وقہار کے حضور انہیں جواب دہ ہونا پڑے گا......

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

....

آپ نے کلمہ حق ظالم، جابر، اور نااہل حکمرانوں کے سامنے بابانگ دہل کہنا مرتے دم تک نہیں چھوڑا...... عمریست کہ افسانہ منصور کہن شد ماازسرنو زندہ کنیم دارورسن را

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

آپ اُن مردان حر میں سے تھے کہ آپ کو امام الشہداء کا لقب افغان مجاہدین اور تحریک طالبان کے نمائندوں نے مل کر دیا کیونکہ جہاد افغانستان کی چالیس سالہ حمایت اور جدوجہد آزادی کے ہر موڑ پر

حضرت والد صاحبؒ پیش پیش رہے ۔تحریک طالبان افغانستان کو ۹/۱۱ کے بعد تقریباً ہر مذہبی رہنما ادارہ نے بے سہارا اور یتیم سمجھ کر چھوڑ دیا تھا، لیکن ہمارا ۸۲ سالہ بوڑھا باپ جو حقیقت میں عزم و جرأت میں کوہ ہمالیہ تھا ان کو اپنے روحانی ابناء سمجھ کر دنیا بھر سے الجھتا اور لڑتا رہا، کبھی اپنے موقف میں نرمی اور شرمندگی کا عنصر نہ آنے دیا۔ جہاد پر فخر کیا اور افغان طالبان ومجاہدین کی ہر فورم پر بھرپور نمائندگی کی۔سینیٹ آف پاکستان میں شریعت بل کی جدوجہد ہو یا جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسلامائزیشن کی مسلسل مساعی ہوں یا جنرل مشرف کے دور اقتدار میں ایوان بالا میں اسلام، دینی مدارس اور خصوصاً افغانستان میں تحریک طالبان افغانستان کا مقدمہ تقریباً ہر اجلاس میں اٹھاتے رہے اور حکمرانوں کو جھنجھوڑتے رہے۔

حضرت مولانا عبدالحقؒ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما اور سرپرستوں میں سے تھے، اسی لئے حضرت والد صاحب لڑکپن کے زمانے ہی سے جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے، اور عمر بھر اپنے عظیم والدؒ کے شانہ بشانہ قومی اور ملی سیاسی امور میں عملی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔ان کے تینوں معرکۃ الآ راء قومی اسمبلی کے الیکشنوں کی تیاری اور پھر بعد میں پارلیمنٹ میں اسلامی آئین سازی و ترامیم کی تیاری میں اپنے عظیم والدؒ کی بھرپور خدمت و معاونت سعادت سمجھ کر کرتے رہے۔حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، ان اکابرین سے آپ کو بہت زیادہ محبت اور خصوصی شفقت حاصل تھی، آپ کی قلمی صلاحیتوں، بیدار مغزی، سیاسی شعور اور حد درجہ ذہانت کے یہ سب اکابرین بڑے معترف تھے۔

....

حضرت والد صاحب مرحوم منفرد طرز کے انتہائی مشفق مہتمم تھے، اپنے تیس سالہ دور اہتمام میں دارالعلوم حقانیہ جو پہلے ہی ایک عظیم اسلامی تعلیمی ادارے کے طور پر جانا پہچانا جاتا تھا، آپ کے حسن اہتمام وانتظام اور وسیع فکرونظر کے باعث دارالعلوم حقانیہ اب ساری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام میں بہت ہی نمایاں اور ممتاز حیثیت کا حامل ادارہ گردانا جاتا ہے۔معیاری تعلیم و تربیت پیدا کرنا، طلبا میں شعور وسعت ظرفی و بالغ النظری کا جذبہ ابھارنا اور عالم اسلام اور اس کی تمام سیاسی وجہادی تحریکات سے آگاہی طلبا میں اُجاگر کرنا اور عالمی استعماری قوتوں کے اہداف و مقاصد سے آگاہی اور ان سے بیزاری ان کا خاص مقصدِ حیات تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں تدریس کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، قوت حافظہ اور استحضار آخری عمر تک مثالی تھا، اکثر و بیشتر مصروفیات اور اسفار کے باعث اچانک بغیر تیاری کے دارالحدیث میں تشریف لاتے اور طلباء کو حدیث کا درس دفعتاً شروع کردیتے اور پھر طلباء محوحیرت رہتے کہ بغیر کسی تیاری ومطالعہ کے علم وتحقیق

کے خزانوں کا منہ کھول دیتے۔اللہ تعالیٰ نے ذہانت کے ساتھ فصاحت و بلاغت سے بھی خوب نوازا تھا۔ درس کے آخر میں طلبا مختلف موضوعات پر حتیٰ کہ سیاسی امور پر بھی بہت سخت سوالات لکھ کر بھیجتے لیکن آپ ہمیشہ خندہ پیشانی کیساتھ اکثر سوالات کے جوابات دیتے اور انہیں مطمئن کرتے۔عمر بھر انتظامی اور خصوصاً مطبخ (لنگر) کے چھوٹے بڑے مسائل میں طلبا کے موقف کی حمایت کرتے اور ناظمین ولنگر کے انتظامیہ کی سرزنش کرتے ،تمام طلباء کو ہر وقت مہتمم سے اپنی بات کرنے اور شکایت کرنے کا موقع فراہم کرتے ،کوئی پروٹوکول اور نظام الاوقات اس کیلئے مختص نہیں تھا۔ ہمیشہ طلباء کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرماتے دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی سے ہمیشہ طلبا کے حق میں داخلے کی سفارش کرتے ، یہ ان کی اصاغر پروری ،وسعت ظرفی اور ذرہ نوازی کی کچھ مثالیں ہیں ،آپ نے کبھی ڈکٹیٹر شپ یا اپنے فیصلے مسلط نہیں کئے ، نائب مہتمم اور حتیٰ کہ چھوٹے ناظمین سے بھی عاجزانہ درخواست کرتے ، مہمانوں کو بغیر کھانے اور خدمت کے نہ چھوڑتے ، تواضع ، انکساری کا پیکر تھے ،اسکے ساتھ ساتھ آپ ظریف الطبع ،خوش شکل ،خوش مزاج ،خوش لباس ،خوش اطوار ،خوش خوراک ، بے تکلف انسان ،ظرافت ، ذہانت ، ذکاوت ،اور مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے ۔گویا ہر مجلس اور انجمن کی آپ ہی شمع محفل اور جان ہوا کرتے تھے......

اب کاوش محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے
اک تو ہی تو سرمایہ خونیں جگراں تھا

اسکے علاوہ شروع ہی سے دارالعلوم کی تعمیرات سے خصوصی شغف رہا ،دارالعلوم کی موجودہ اکثر جدید تعمیرات کے آپ بانی ،محرک اور منصوبہ ساز تھے۔ بہرحال آپ کی جدائی سے دارالعلوم ،دفتر اہتمام ،موتمر المصنفین اور ایوان شریعت کی وہ رونقیں کم ہوگئی ہیں اور ایک بہت ہی شاندار روایت اور مبارک عہد کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

ہائے گلچینِ اجل کیا تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

....

تحدیث نعمت کے طور پر اس وقت حضرت والد صاحبؒ شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ، امیر المومنین ملا محمد عمرؒ، عظیم جہادی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانیؒ، فلسطینی رہنما شیخ احمد یاسینؒ کی طرح سارے عالم اسلام کے عظیم المرتبت قابل قدر ہر دلعزیز عالمگیر نوعیت کے منفرد رہنما تھے۔اسی لئے دنیا بھر کی مساجد ،مدارس اور تمام براعظموں میں تعزیتی اجتماعات اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔حرم شریف میں غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی ،سعودی ولی عہد ،ایرانی حکومت ،قطر ،عرب امارت کی حکومتوں نے بھی

حضرت والد صاحب شہید کی وفات پر تعزیتی وفود اور مکتوبات بھیجے۔ صدر پاکستان جناب عارف علوی بھی ہمارے غریب خانہ اور قبر پر فاتحہ کے لئے تشریف لائے۔ آپکے علاوہ اسپیکر قومی اسمبلی، چیئرمین سینٹ آف پاکستان بھی تشریف لائے، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مختلف مواقع پر تین مرتبہ خصوصی طور پر یہاں آئے، حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، حضرت مولانا احمد لدھیانوی صاحب، پروفیسر حافظ سعید صاحب، جناب سراج الحق صاحب، وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا نورالحق قادری، پاکستان علما کونسل کے چیئرمین مولانا طاہر محمود اشرفی، راجہ ظفر الحق صاحب، جناب حامد میر صاحب بھی تشریف لائے۔ اسکے علاوہ صوبائی اسمبلیوں میں بھی تعزیتی و مذمتی قراردادیں پیش ہوئیں، دارالعلوم دیوبند اور دیگر اسلامی جامعات نے بھی بھی تعزیت کی۔ حضرتؒ کی وفات پر پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے اسلامی مدارس و مکاتب میں ختمات قرآن و فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا اور ہر مدرسہ و فاضل نے اسے اپنا ذاتی غم سمجھا اور خود کو تعزیت کا مستحق کہلایا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے مدینہ منورہ سے حادثہ کے فوراً بعد مجھ سے فون پر حادثہ کے بارہ میں استفسار کیا، میں نے شدت غم میں غالبًا یہ گزارش کی کہ حضرت آپ کے بھائی ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، اس موقع پر حضرت کے جذبات اور رونے کی آواز نے ہلا کر رکھ دیا تھا، بعد میں آپ بیماری کے باوجود خصوصی طور پر دارالعلوم برادرم مولانا سید عدنان کا کا خیل، برادرم ہارون طلحہ صاحب کے ہمراہ تشریف لائے، ایوان شریعت ہال میں طلباء سے بڑی مؤثر تقریر فرمائی، راقم کے غریب خانہ پر تشریف لائے جس سے شدت غم میں کمی واقع ہوئی اور اپنے جگری دوست حضرت مولاناؒ کے مرقد پر فاتحہ خوانی کی۔

....

نمازِ جنازہ ۳ نومبر ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بوقت ۳ بجے سہ پہر مقرر تھا، علی الصبح سے ہی ملک بھر سے آئے ہوئے ہزاروں مہمان دارالعلوم پہنچنا شروع ہو گئے تھے، گھر سے آپ کی میت کو اٹھا کر زیرتعمیر مسجد کے ہال میں رکھ دی گئی تھی، ہزاروں افراد لائنوں میں گھنٹوں سے آخری دیدار کیلئے مشتاق تھے، (اس دوران ایک مسافر مہمان نے جب حضرتؒ کی زیارت کی تو صدمے کے باعث اپنی ٹوپی ہوا میں لہرا کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور اسی وقت اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ جنازہ میں ساتھ آئے ہوئے ساتھیوں اور طلباء نے انہیں غسل دیا اور حضرت مولانا کے ہمراہ ان کا جنازہ بھی ادا کیا گیا۔ بہرحال ظہر تک لاکھوں افراد جمع ہو گئے تھے، نوشہرہ سے لے کر جہانگیرہ تک گاڑیوں اور انسانوں کا سمندر تھا، بڑی مشکلوں سے ایمبولینس جنازگاہ تک پہنچی، وہاں پر اکابرین اور زعماء وسیاسی لیڈران کا جم غفیر منتظر تھا، حضرت مولانا

انوار الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ و نائب صدر وفاق المدارس العربیہ کی مشاورت سے نماز جنازہ برادرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نائب مہتمم نے پڑھایا۔ جنازہ میں گورنر، وزیراعلیٰ کے پی کے، وفاقی وزراء سمیت اکثر بڑے سیاسی لیڈران اور اکابرین علماء، سرکاری شخصیات نے شرکت کی۔ تمام قومی و بین الاقوامی چینلز براہ راست نماز جنازہ دکھا رہے تھے، امام احمد بن حنبلؒ کے بقول کہ ہمارے جنازے ہمارے حق پر ہونے کی گواہی دیں گے کے مصداق گورنمنٹ اور خفیہ اداروں کی رپورٹ کے مطابق جنازہ کے شرکا کی تعداد دس سے بارہ لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ فضائی ڈرون کیمرے بھی تمام شرکائے جنازہ کو نہیں دکھا سکتے تھے۔ راستے بھر شرکاء و جمعیت کے کارکنان اور ہزاروں طلباء علماء دھاڑیں مار مار کر اپنے محبوب قائد مشفق استاد اور عظیم مجاہد ہستی کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے دیوانہ وار ایمبولینس کیساتھ دوڑتے رہے۔ بعد میں حضرت شہیدؒ کی میت کو حقانی قبرستان پہنچایا گیا، یہاں پر حضرتؒ کی آخری آرامگاہ ان کے استقبال کیلئے چشم براہ تھی۔ ہم چاروں بھائیوں مولانا حامد الحق حقانی، راقم، مولانا اسامہ سمیع، مولوی خزیمہ سمیع نے ٹوٹے دلوں کے ساتھ اپنے عظیم والد شہیدؒ کے تابوت کو لحد کی گود میں اتارا۔ اُس وقت کے کربناک والوداعی لمحات بیان سے باہر ہیں۔ آسمان میں غروب آفتاب کا وقت قریب ہو چکا تھا اور نیچے زمین پر بھی علم و معرفت کا سورج دھیرے دھیرے غروب ہو رہا تھا۔ آسمان علم و فضل کے سورج، چاند پر مٹی ڈالنا آسان کام نہیں تھا، دیگر علماء طلباء قبر کو مٹی دے رہے تھے اور اس دوران قبرستان حقانی میں ہچکیوں اور آنسوؤں کی بارش برس رہی تھی۔ طلبا اپنے ہر دلعزیز استاد اور ہیروں سے زیادہ قیمتی متاع کے الوداعی سفر پر جذباتی تھے۔ قرآنی تلاوت نے اس موقع پر مرہم کا کام دیا، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ نے آخری چند تعزیتی ودعائیہ کلمات ادا کئے۔ مردم خیز خطہ اور عظیم جرنیل خوشحال خان خٹک کی سرزمین اکوڑہ کے فخر اور قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے لخت جگر کو شام کی اداس و سرد ہوائیں الوداعی سلام کہہ رہی تھیں، ''کاروانِ آخرت'' کے مصنف آخر کار خود بھی خلد بریں و کاروان آخرت کے مسافروں میں شامل ہو کر قبر کی منزل کامیابی سے سر کر گئے اور ''گنبدِ خضریٰ کے سائے میں'' کے مؤلف اور سچے عاشق رسول جو زندگی بھر ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی خاطر جدوجہد کرتے رہے، اپنے لہو سے نہا کر سرخرو اور کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور شاداں و فرحاں پہنچ گئے۔ عجب نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ نے اس بوڑھے زخموں سے آراستہ و پیراستہ مرد مجاہد کا خلدِ بریں میں بڑا پرتپاک استقبال کیا ہوگا رحمته الله عليه رحمةً واسعةً۔ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا

ادارہ

اظہار تشکر بنام تعزیت کنندگانِ محترم

محترم المقام صد احترام زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ حضرات نے محدث جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ فاجعہ وشہادت عظمیٰ پر جو تعزیت نامہ ارسال فرمایا اور حقانی خاندان کے ساتھ جس غم و اندوہ کے حالات میں محبت و اخلاص کا اظہار فرمایا ہے اس پر تہہ دل سے ممنون وشکر گزار ہوں۔ یہ صدمہ صرف حقانی خاندان، جامعہ حقانیہ کے اساتذہ وطلبا اور علماء کرام کا ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے علمی برادری کا صدمہ ہے، حضرت شیخ الحدیث شہیدؒ کو شہادت مطلوب و مقصود تھی وہ تو اپنی تمنا پا کر فائز المرام ہو گئے مگر اپنی نسبی اولاد کے ساتھ ساتھ اپنے روحانی ابناء ،طلباء، علما اور اہل اسلام کے دردمند افراد کو بھی یتیم چھوڑ گئے۔

آپ کے پیغام اور تعزیتی مکتوب سے بے حد حوصلہ ،تسلی اوراطمینان قلبی حاصل ہوا، خصوصاً جو حضرات بذات خود دارالعلوم تعزیت کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ہمارے غم میں شریک ہوئے ،امید ہے آئندہ بھی اپنی تشجیعات سے نوازتے رہئے گا ،حضرت شیخ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب ،دعائے مغفرت کا اہتمام جاری رکھئے ،ہمارے تمام حقانی خاندان کیلئے صبر وحوصلہ اوراستقامت اور حضرت شیخ شہیدؒ کے مشن کو زندہ و تابندہ رکھنے کی صلاحیت اور توفیق کی دعائیں فرمائیں۔رب رحیم وکریم آپ حضرات کو اس قدر محبت والفت، ہمدردی وشفقت اور تعزیت وتسلی کے ایک ایک لفظ پر کروڑ ہا اجر وثواب عطا فرمائیں۔

واجرکم علی اللہ

والسلام

(مولانا) محمد انوار الحق حقانی	(مولانا) حامد الحق حقانی	(مولانا) راشد الحق سمیع
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک	نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک	مدیر الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت
شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نمبر

محترمی ومکرمی زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے

آنجناب کے علم میں ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمعیت علماء اسلام کے امیر، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ ۲/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو شہید کردیئے گئے۔

مرحوم موصوف ایک عظیم مجاہد، سیاستدان، محدث، مفسر، ادیب، مصنف اور محقق ہونے کیساتھ ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے دوسرے مہتمم، جید اور قدیم ترین شیخ الحدیث تھے، انکی علمی، ادبی، تحقیقی، تصنیفی، سیاسی، جہادی، روحانی، قانونی اور مطالعاتی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع تھا۔ اسکے علاوہ برصغیر کے اس معروف علمی اور تحقیقی مجلہ ماہنامہ ''الحق'' کے بانی بھی تھے، ماہنامہ الحق ان کے ''حیات و خدمات'' کے اعتراف میں خصوصی اشاعت کا اہتمام کررہا ہے۔ آنجناب کی علم وادب سے وابستگی اور حضرت شیخ شہیدؒ سے تعلق خاطر کی بناء پر آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اُن سے وابستہ یادداشتیں، علمی جلالت قدر، محد ثانہ عظمت شان، درسی افادات، مجاہدانہ کارنامے، تیس سالہ پارلیمانی جدوجہد، علم وادب سے معمور محفلیں، ''خطبات مشاہیر و مکتوبات مشاہیر'' وغیرہ کے کسی بھی پہلو اور جہت پر آپ اپنے منفرد قیمتی تاثرات واحساسات، مقالات ومضامین کی شکل میں ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت کیلئے ارسال فرمائیں تو یہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کیساتھ آپکی وابستگی اور وفاداری نبھانے کا بہترین موقع اور آئندہ نسلوں کیلئے ایک تاریخی دستاویز اور حضرت شہیدؒ کے فکر وفن اور علم ودانش پر تحقیق کرنے والوں کیلئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ آپکا قیمتی مضمون بروقت بذریعہ ای میل (اگر کمپوز شدہ ہوتو زیادہ بہتر ہے) ایک ماہ تک موصول ہوجائے تو آنے والی خصوصی اشاعت میں شامل اشاعت کیا جائیگا۔

شکریہ والسلام

(مولانا) راشد الحق سمیع

مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا حامد الحق حقانی
نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

برائے رابطہ : ماہنامہ الحق، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نوٹ: مضمون آپ دارالعلوم کے ای میل editor_alhaq@yahoo.com پر بھیج سکتے ہیں

ضبط وترتیب: مولانا اسامہ سمیع

شہادت میں اسلاف کی سنت سے نوازے گئے

- ☆ دینی امور میں میرے پیشرو، ان کی حیات وخدمات مشعل راہ ہیں
- ☆ ان کی سادہ طرزِ زندگی بارگاہ الوہیت میں مقبولیت کی دلیل ہے
- ☆ تحفظ ختم نبوت کے پارلیمانی کاز میں اُن کے ساتھ شریک رہا
- ☆ انہوں نے حدیث وتفسیر کی خدمت میں اپنی زندگی ختم کردی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی دارالعلوم آمد اور طلبا سے خطاب

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، نائب صدر دارالعلوم کراچی مختصر دورہ پر ۱۹ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کیلئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، جن کے ہمراہ مولانا عدنان کاکاخیل بھی تھے، مدیر الحق مولانا راشد الحق سمیع کے نئے مکان میں کچھ دیر قیام فرمایا پھر نئے گھر میں اہل خانہ کی برکت کی دعا کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے قبر پر فاتحہ خوانی کی، اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے طلبا سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات وخدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے ''ایوان شریعت'' ہال میں مولانا شہید کے صاحبزادوں مولانا حامد الحق حقانی، مولانا راشد الحق سمیع، احقر، مولوی حذیمہ حقانی کے علاوہ جملہ پسماندگان میں حضرت مولانا انوار الحق، مولانا سلمان الحق، مولانا عرفان الحق، مولانا لقمان الحق اور تلامذہ، اساتذہ وطلبا سے تعزیت اور خطاب فرمایا اور آخر میں طلبہ دورہ حدیث کو اجازت حدیث سے نوازا۔ واضح رہے کہ مولانا مدظلہ کی تقریر سے پہلے مہتمم جامعہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے ترحیبی خطاب کیا، مولانا عدنان کاکاخیل اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بھی مختصراً خطاب فرمائے، شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کے اس خطاب کو افادہ عام کیلئے پیش کیا جارہا ہے (ادارہ)

الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم المرسلین و علی آله واصحابه اجمعین وعلی کل من تبعهم باحسان الی یوم الدین امابعد !

حضرت والا مولانا انوارالحق صاحب شیخ الحدیث اور مہتمم دارالعلوم حقانیہ، مولانا حامد الحق صاحب، مولانا راشد الحق صاحب میرے عزیز بھتیجے اسامہ اور خزیمہ اور میرے عزیز طالب علم ساتھیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ ! 1956 سے لے کر آج 2018 تک 62 سال کی اس طویل مدت میں

کتنی بار دارالعلوم حقانیہ اکوڑا خٹک میں اللہ تعالیٰ نے حاضری کی سعادت عطا فرمائی ہے، اس کی تعداد مجھے یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ یہاں پر حاضری ہوئی اور ہر حاضری کے موقع پر ہمارے سب کے بزرگ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ تعالیٰ یہ شفقت فرماتے تھے اور طلبا کرام سے کچھ باتیں کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور پھر بعد میں میرے انتہائی مکرم اور بھائی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جن کو آج رحمہ اللہ کہتے ہوئے دل کھٹکتا ہے، ان کا بھی معمول تھا کہ جب بھی میری حاضری ہوتی تو مجھے حکم دیتے کہ طلبا سے خطاب کرو تو نہ جانے کتنی بار اللہ تعالیٰ نے اس درسگاہ میں طلبا سے بات کرنے کا موقع دیا۔

محبوب کی جدائی کا صدمہ: لیکن آج جب مجھ سے یہ کہا جارہا ہے کہ میں آپ سے خطاب کروں تو میری زبان اور میرا ذہن ایسا کرنے سے بند ہو چکا ہے اور سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں آپ حضرات سے کیا کہوں اس سے پہلے بارہا یہاں اسی حال میں اس طرح مجھے آپ حضرات سے بات کرنے کا موقع ملا تو میرے برابر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ تشریف فرما ہوتے تھے اور ہم آپس میں بیٹھ کر اپنے ماضی کی یادوں کو تازہ کیا کرتے تھے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت ہے کہ دو محبت کرنے والے ایک ساتھ موجود نہیں ہوتے بلکہ کسی نہ کسی کو اپنے محبوب کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑتا ہے

ہر اہم کام میں میرے پیش رو: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو میرے لئے ہر کام میں پیشرو بنایا ہے وہ مجھ سے پہلے درس نظامی سے فارغ ہوئے، مجھ سے پہلے انہوں نے ماہنامہ ''الحق'' کا اجرا کیا، مجھ سے پہلے انہوں نے تجدد اور جدت پسندی کے خلاف ''الحق'' کے ذریعے قلمی جہاد شروع کیا، ہر کام میں وہ میرے پیش رو تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پاس بلانے میں بھی ان کو میرا پیش رو بنا دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو شہادت کا وہ مقام عطا فرمایا میں سوچتا تھا کہ آج کی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی پر حملہ آور ہوتا ہے، قاتلانہ حملہ کرتا ہے تو عام طور پر اس میں گولیوں کا استعمال ہوتا ہے، بارود کا استعمال ہوتا ہے، آج کی دنیا میں چاقو اور خنجر کا استعمال شاذ و نادر ہوتا ہے، اگرچہ اس کا تصور کرتے ہی ہمارے کلیجے پھٹتے ہیں کہ ہمارے محبوب کیساتھ کس طرح سلوک کیا جارہا ہے؟

مولانا کی شہادت سنت اسلاف کی طرز پر: اس سلوک کے ہوجانے کے بعد میں کچھ یوں محسوس کرتا ہوں کہ ان کے دل میں شہادت کا جو جذبہ اور اس کی جو تڑپ تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو وہ طریقہ عطا فرمایا جو ہمارے اسلاف اور صحابہ کرامؓ حضرات کا ہوتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح شہید کئے گئے اور پتہ نہیں کتنے ہمارے اسلاف اس طریقے سے شہید کئے گئے ورنہ آج گولیوں سے اور بموں سے لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو یہ سنت بھی اسلاف کی عطا

فرمائی، ان کو اس بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے کہ اس سے آج ہمارا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔

مولانا کی حیات وخدمات مشعل راہ: ان کی حیات وخدمات ایک مجلس میں یا ایک تحریر میں ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو کہ انہوں نے سوانح ان کی زندگی میں مرتب کی اور مجھے امید ہے کہ ان کے جانشین ان کی حیات خدمات کو مزید تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اس طرح پیش کریں گے کہ ہم سب کیلئے مشعل راہ ہوان شااللہ، لیکن میں ایک بات آپ حضرت سے کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے الفاظ نہیں مل رہے مجھے اسلوب نہیں مل رہا مجھے مضامین نہیں مل رہے کہ کیا بات کروں لیکن ایک بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دین کی بنیادی اساس اخلاص اور للّٰہیت ہے کہ آدمی جو کام کرے اللہ کیلئے کرے، اللہ تبارک تعالیٰ کی رضا کیلئے کرے، اللہ کے دین کیلئے کرے، شہرت اور جاہ پسندی سے محفوظ رہے اور اپنی خواہشات کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے اوپر قربان کرے۔

مولانا مرحوم کی سادہ طرز زندگی: اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی درجات بلند فرمائے آخری بار جب میری حاضری ہوئی تو میں ان کے گھر پر گیا تو مجھے ان کے غسل خانے میں جانے کی ضرورت پیش آئی تو میں اور وہ ان کے کمرے میں جب گئے، ان کے خواب گاہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو پتہ چلا کہ کس قسم کی سادگی وہ زندگی گزار رہے تھے اگر چاہتے تو اپنے لیے خزانے جمع کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی کو سجا لیا تھا اور اس کی وجہ سے ان کی سادہ سی زندگی سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا جو بارگاالٰہی میں نہایت مقبول نظر آتا ہے اور اللہ نے ان سے جو کام لیا میں خود اس کا عینی گواہ ہوں بعض کاموں میں مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کی رفاقت کا بھی موقع نصیب فرمایا۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ رفاقت کے ایام: جب 1973 کا آئین بن رہا تھا اس وقت دستور کا جو مسودہ پیش ہوا تھا اس کی ترمیمات کیلئے حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ اس وقت اسمبلی کے ممبر تھے، اصل میں تحریک تو مولانا سمیع الحق کی تھی لیکن حضرت والا نے مجھے حکم دیا کہ تم چلے آؤ مل کر اس دستور کے اندر ترمیمات کو تیار کریں گے تو میں نے مولانا سمیع الحق صاحب کو اس وقت لکھا تھا کہ آپ نے اچھی ترکیب ملاقات کرنے کیلئے پیدا کی ہے۔ چنانچہ میں یہاں آیا اور ایک عرصہ دراز تک ہم ساتھ مل کر کام کرتے رہے ترمیمات کرتے رہے پھر حضرت والا کی طرف سے وہ ترمیمات پیش ہوئیں اس وقت جو ترمیمات تیار کی تھیں اس میں بعض منظور بھی ہوئیں اور بعض رد بھی ہوئیں لیکن پاکستان کو اسلامی راہ پر گامزن کرنے کے لیے ان کی جدوجہد اس وقت سے جاری تھی بلکہ اس سے پہلے سے جاری تھی اللہ تبارک

وتعالی نے مجھے کسی قدر انکے ساتھ شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

مولانا سمیع الحق شہید کیساتھ بے تکلف دوستانہ: جب 1974 میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس وقت ضرورت پیش آئی کہ قادیانیوں اور مرزائیوں کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے کوئی بیان تیار کیا جائے تو حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے مولانا سمیع الحق صاحب اور مجھ ناکارہ کو اس خدمت کیلئے طلب کیا تو مدتوں کئی ہفتوں تک ہم ساتھ رہے اور اس خدمت کے اندر اللہ تعالیٰ نے مجھے انکی رفاقت کی سعادت نصیب فرمائی اور نہ جانے اس 62 سال کے دور میں کتنے واقعات تھے اور کتنی ہمارے درمیان بے تکلفی کی مراسم ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا ہی خوش مزاج بنایا ان کی ہر محفل میں حصہ کشت و زعفران ہوا کرتی تھی اور جب میں یہاں آرہا تھا راستے میں تو ذہن میں واقعات کی ایک فلم چل رہی تھی میرے سامنے کہ کس طرح ان علاقوں میں ایک ساتھ ہوتے تھے۔

تفسیر امام لاہوریؒ ایک عظیم الشان خدمت: اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے آخر میں ایک تو دفاع پاکستان کونسل کے ذریعے پاکستان کے دفاع کی عظیم خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی لیکن اس سے بھی زیادہ عظیم خدمت وہ تھی جس میں وہ آخر وقت تک مشغول رہے یعنی تفسیر قرآن میں اگرچہ آخر کے دو پارے مکمل نہ کرسکے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 28 پارے ان کے مکمل ہوئے اور مجھے اس موقع پر اپنے والد ماجد حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آرہی ہے حضرت والا میرے والد ماجد معارف قرآن کی تفسیر لکھ رہے تھے اور اس طرح لکھ رہے تھے کہ عمر کا آخری زمانہ تھا اور بیمار بھی تھے اور عام طور پر پلنگ پر ہی رہتے تھے اور وہیں تفسیر لکھتے تھے اسی دوران ان کو دل کا شدید دورہ پڑا اس وقت تک وہ سورہ حم سجدہ تک پہنچے تھے اور جب دل کا شدید دورہ ہوا تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ اگر میں پورا نہ کرسکا تو باقی تم پورا کرلینا، اس موقع پر ایک جملہ حضرت والد نے فرمایا جب پہلے مجھے موت کا خیال آتا تھا تو یہ تمنا ہوتی تھی کہ موت کچھ اور آگے چلی جائے اس لئے کہ میں قرآن مجید کی تفسیر کی تکمیل کروں لیکن بعد میں فرمایا کہ میں نے سوچا کہ اب میری وہ تمنا بھی نہیں رہی اس لئے کہ قرآن مجید تکمیل کرنے کی چیز نہیں ہے زندگی اس پر ختم کرنے کی چیز ہے، قرآن ختم ہونے کی چیز نہیں ہے زندگی اس پر تکمیل کرنے کی چیز ہے، اس لئے اگر اس کی تکمیل سے پہلے مجھے موت آجائے تو مجھے کوئی صدمہ نہیں ہوگا اس لئے کہ میں نے زندگی اس پر ختم کی۔

زندگی کی تکمیل قرآن حکیم پر: آج پھر مجھے یہ جملہ یاد آرہا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو یہ بھی توفیق عطا فرمائی کی تفسیر لکھی اور اس تفسیر میں اپنی زندگی ختم کردی یہ شہادت کا مرتبہ اور شہادت بھی سنت

اسلاف والی شہادت اور تفسیر قرآن لکھتے ہوئے اس میں زندگی ختم کی ،ابھی مجھے میرے بھتیجے اسامہ سمیع بتا رہے تھے کہ جب دل کا دورہ ان کو ہوا تھا تو اس وقت بھی طبیعت جب تھوڑی سازگار ہوتی تو وہ تفسیر لکھنے میں مصروف ہوجاتے تھے،مسودہ منگوا کر اُس میں مصروف رہتے تھے میں نے اپنے والد ماجد کو اسی طرح دیکھا ،دل کے دورے کے دوران جب طبیعت تھوڑی سنبھلتی تھی تو تفسیر میں مشغول ہو جاتے تھے اس کا مطلب یہ ہے زندگی اس پر ختم کریں اللہ تعالی نے ان کو اس کی توفیق عطا فرمائی اور یہ شاید زندگی میں ان کا سب سے بڑا اعزاز ہے جو اللہ تعالی نے ان کو دیا ہے کہ تفسیر میں قرآن کریم میں زندگی ختم کردی اللہ تعالی ہم سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔امین

مومن کیلئے عارضی جدائی: میرے عزیز طالب علمو! دنیا تو آنی جانی ہے کسی شخص کو بھی دنیا میں رہنا نہیں ہر ایک کو جانا ہے اور ہر ایک کا وقت مقرر ہے وہ وقت آگے پیچھے نہیں ہوسکتا لہٰذا جو بھی دنیا سے رخصت ہو ہمارے پاس اس کی مشیت کے سامنے سر جھکانے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں لیکن اللہ تبارک و تعالی نے مومنوں کے لئے ایک عجیب تسلی کا سامان رکھا ہے جو شخص یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اس کا کوئی عزیز اگر رخصت ہوجائے تو اس کے پاس تسلی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا لیکن جو یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے اتنے تسلی کے سامان اللہ تعالی نے پیدا فرمائے ہیں پہلی بات تو یہ کہ ایک مومن کا ایمان ہے کہ اس کی جدائی دائمی نہیں ہوتی وہ عارضی ہوتی ہے اور اللہ تعالی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ اس دنیا سے رخصت فرمائے تو وہ ان سے ملاقات ہوگی اور ہمیشہ کیلئے ہوگی اس میں کبھی جدائی نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی مانع ،یہ جدائی ہماری عارضی ہے، یہ ہمیشہ کیلئے نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں توفیق دے اور ہم ایمان اور عمل صالح کیساتھ رخصت ہوں تو وہاں کی ملاقات یہاں کی ملاقات کا ایک ہی درجہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ اللہ تعالیٰ وہ ہمیں عطا فرمائے تو یہ ایک تسلی کا سامان ہے جیسے کوئی سفر پر جاتا ہے تو لمبے سفر پر بھی چلا جاتا ہے، جدائی کی جو مدت ہے اس کا بھی پتہ نہیں سال ہے دو سال ہے مہینہ ہے دو مہینے کوئی پتہ نہیں ہے کچھ بھی ہوسکتا ہے لیکن بالآخر یہ جدائی ختم ہوتی ہے

جدائی کے اندر بھی ربط اور تعلق کے کھلے راستے : ایصال ثواب اور دعائے مغفرت

اس جدائی کے اندر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لئے ان کے ساتھ تعلق رکھنے کے جو راستے رکھے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس جدائی کے اندر بھی ہمارا ربط ان کے ساتھ برابر ہوتا ہے ایصال ثواب کے ذریعے، دعائے مغفرت کے ذریعے، حدیث میں آتا ہے جو بندہ اپنے وفات یافتہ شخص کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے یا ایصال ثواب کرتا ہے تو فرشتے اس کے ایصال وثواب کو ایک تحفہ کی شکل میں اس کے

پاس لے جا کر پیش کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے تمہارے لئے تحفہ بھیجا ہے اور وہ اس پر خوش ہوتا ہے تو اس کو اس طرح تحفوں کے پیکٹ کے پیکٹ ہم بھیج سکتے ہیں، اس کیلئے ربط ہمارا قائم ہے، تیسری بات یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت بڑا راستہ کھول رکھا ہے کہ ان کے حسنات کے جو نقوش قدم ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اگر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو ہمارے لئے ایک عظیم مشعل راہ بھی ہے، ایک عظیم راستہ بھی ہے، ایک عظیم چراغ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی صورت میں عطا فرمائے گا۔

اعمال کی درستگی اور اخلاص: میرے عزیز دوستو! بس ہمیں اسکی فکر کرنی چاہیے کہ یہ زندگی چند روزہ ہے اور اس میں اگر ہم نے اپنے اعمال کو درست کرلیا اخلاص پیدا کرلیں اور جو کام ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو تو ان شا اللہ تعالیٰ یہ صدمہ عارضی صدمہ ہے اور اس کے بعد ایک ایسی خوشی آنے والی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ جو کبھی ختم نہیں ہونیوالی تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ پہلے عرض کیا تھا میں اپنے آپ کو آج عاجز پا رہا ہوں کوئی بات کرنے کیلئے میرے پاس نہیں، لیکن یہ بزرگوں سے سنی ہوئی چند باتیں میں نے عرض کردی ہیں، میں دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کے ورثا اور انکے جانشینوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی جدوجہد کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور دارالعلوم حقانیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ مزید دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور آپس میں شیر وشکر ہو کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ان کے آباؤاجداد کی روحیں خوش ہوں اور اس مرکز دین سے اسلام کی روشنی چار دانگ عالم تک پہنچے۔

اجازت حدیث: پہلے کی طرح آج بھی یہ فرمائش ہے کہ میں دورہ حدیث کے طلباء اور طالبات کو اجازت دوں، سچی بات تو یہ ہے کہ میں اس کا اہل تو نہیں ہوں تو تعمیل حکم کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بھی ہمیشہ ارشاد فرماتے تھے جب بھی میں حاضر ہوتا تھا تو فرمائش کی تعمیل کے لئے تو میں آپ حضرات کے سامنے حدیث المسلسل بالاولویۃ پڑھتا ہوں اور اس کے بعد ان شا اللہ دوسری مرویات کی اجازت بھی دوں گا حدیث مسلسل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمم من فی السماء یہ حدیث مسلسل بالاولیۃ ہے میں اپنے ساتھیوں کو اس کی اجازت دیتا ہوں اور اس کے علاوہ مجھے جو مرویات مختلف شیوخ سے حاصل ہیں پاکستان ہندوستان اور عرب ممالک کی ان تمام مرویات کی میں آپ حضرات کو اجازت دیتا ہوں اور ان کی اسانید کا مجموعہ انشاءاللہ عنقریب شائع ہونے والا ہے وہ آپ تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث کے فیض سے بارآور فرمائے وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب
مہتمم، جامعہ دارالعلوم حقانیہ

میرے شفیق بھائی برادر بزرگ ایک جامع الصفات شخصیت

زندہ گانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر

والدی الکریم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے علوم و معارف کے ترجمان ،انکے مشن کے علمبردار، انکے مسند علم کے جانشین اور اہداف کے امین ،حقانی خاندان کے شفیق سرپرست میرے برادر بزرگ میرے محبوب (چن لالا) بھی بالآخر مجھے بھی تنہا چھوڑ کر تنہا خلعت خونِ شہادت کا جنتی لباس پہن کر بارگاہ رب میں پہنچ گئے ہیں۔اب وہ تمام ذمہ داریاں میرے ناتواں کاندھوں پر آپڑی ہیں،یہ سارا کام اللہ ہی کا ہے اسی کی ذات پر بھروسہ ہے۔

چمنستان علم وفضل گلستان قرآن وسنت کا سدا بہار گل سرسبز مرجھا گیا اور گلشن دین کا چہکتا ہوا عندلیب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگیا، دارالعلوم حقانیہ کے دارلحدیث کے درو دیوار اُن کی صدائیں قال اللہ اور قال الرسول کیلئے ترستے رہ گئے، یعنی شہید ملت قائد جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق نوراللہ مرقدہ کو ۲رنومبر کو سفاک قاتلوں نے بڑی بیدردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔میرے والدمکرم کے حین حیات جامعہ حقانیہ کے طلباء دورہ حدیث کی تعداد ۱۵۰ تھی ،برادر بزرگوار کی مساعی جمیلہ کے صدقے ان کے حین حیات شرکائے دورہ حدیث کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی،انکے حین حیات میں درس وتدریس اور انتظامی امور انجام دیتا رہا،وسائل ،مسائل اور تمام تر پیش آمدہ حوادث وحالات کا وہ سامنا کرلیا کرتے تھے۔

برادرم مکرم علم وحکمت کے لحاظ سے اپنی ذات میں ایک انجمن تھے،ان کے علوم و تصانیف و خطبات سے علوم ومعارف ،جواہر وحکم کے چشمے پھوٹتے تھے۔وہ اپنی جامع الصفات اکابر واسلاف کے کمالات ومحاسن نجابت وسعادت ،شرافت ووجاہت، فضل وکمال ،فکرواصابت ،تواضع ومتانت کا ایک پیکر جمیل اور اسلاف کی اعلیٰ روایات کا ایک مرقع اور ظاہری لطافت و نظافت اور حسن و پاکیزگی کا ایک مجسمہ تھے،ان کا ماتم ان سب صفات کا ماتم ہے،پوری قوم اور پوری ملت اسلامیہ کا ماتم ہے ،دنیائے علم وفضل کا ماتم ہے،درسگاہوں ،جامعات اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے لئے ایک عظیم ماتم ہے کہ دارالعلوم حقانیہ ان کی برکات اور خدمات سے محروم ہوگیا ہے۔لیکن انہوں نے موت ایسی پائی کہ جوان کی تمنا اور خواہش تھی اور وہ شہادت کے اعلیٰ مقام ومرتبہ پر فائز ہوئے ......

الوداع اے میر کارواں الوداع تیری تربت پر ہزاروں رحمتیں

سینٹ آف پاکستان کی تعزیتی قرارداد عکس

تعزیتی قرارداد

یہ ایوان ممتاز عالم دین اور سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کو اکوڑہ خٹک کے شہر نوشہرہ میں پیدا ہوئے، انہوں نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی، اور اسی دارالعلوم حقانیہ سے گریجویشن کیا۔

سابق سینیٹر ۱۹۸۰ء میں عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۸۸ء میں انہوں نے اپنی سیاسی جماعت جمعیت علمائے اسلام سمیع الحق قائم کی۔ وہ ۱۹۸۵ تا ۱۹۹۱، ۱۹۹۱ تا ۱۹۹۷، اور ۲۰۰۳ تا ۲۰۰۹ تین دفعہ سینیٹر منتخب ہوئے، وہ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔

مولانا سمیع الحق ۱۹۴۷ء میں اکوڑہ خٹک میں قائم کی گئی عظیم دینی درسگاہ کے سربراہ تھے۔

بحیثیت رکن سینیٹ مولانا مرحوم سینیٹ کی مختلف قائمہ کمیٹیوں کے چیئرمین اور رکن رہے اور قومی اور بین الاقوامی مسائل کے حل کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے کئی اہم مسائل پر بھرپور تقاریر کیں۔

بحیثیت عالم دین اور سیاسی رہنماء انکی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے، اور اللہ انکے اہل وعیال کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

اس قرارداد کی ایک نقل غمزدہ خاندان کو ارسال کی جائے۔

سینیٹر سید شبلی فراز، قائد ایوان کی جانب سے پیش کی گئی

۶، نومبر کو سینٹ آف پاکستان سے متفقہ طور پر منظور کی گئی

ادارہ

قومی اسمبلی میں مولانا سمیع الحق کی شہادت پر مذمتی قرارداد منظور

۲ نومبر (اسلام آباد) قومی اسمبلی نے آج ایک متفقہ قرارداد کی منظوری دی جس میں جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی شہادت پر سفاکانہ کردار کی مذمت کی گئی ہے۔

یہ قرارداد پارلیمانی امور کے وزیر مملکت علی محمد خان نے پیش کی تھی جس میں مولانا سمیع الحق کو ان کی مذہبی، تعلیمی اور سیاسی خدمات پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

قرارداد میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ مستقبل میں ایسے واقعات سے بچنے کے لئے قومی قیادت کو جامع سکیورٹی کی فراہمی کے حوالے سے ضروری اقدامات کرے۔ قرارداد میں مولانا سمیع الحق کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

سینٹ میں بھی ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی جس میں ممتاز مذہبی رہنما اور سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق کی مظلومانہ شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ قرارداد میں مولانا سمیع الحق کو ان کی سیاسی اور مذہبی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ (ملکی اخبارات سے ماخوذ)

ادارہ

عالمگیر سوگ اور ہمہ گیر غم واندوہ

شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے

سیاسی زعماء کی دارالعلوم آمد، حکمرانوں، سیاست دانوں اور بعض مشاہیر کے چند تعزیتی پیغامات

- **صدر پاکستان جناب ڈاکٹر عارف علوی صاحب**

مولانا سمیع الحق شہید اوران کے والد نے پاکستان کی دستور سازی اور پارلیمانی جدوجہد میں ایک بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ دینی مدارس اور مذہبی علوم کے فروغ میں بھی مولانا سمیع الحق شہید کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا، ان کی شہادت ہم سب کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے قاتلوں کو فوری گرفتار کریگی۔ پاکستان جن مسائل سے گزر رہا ہے اس کو بحران سے نکالنے میں مولانا شہید کا ایک بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ وزیراعظم پاکستان عمران خان سمیت کئی امور پر انہوں نے ہماری رہنمائی کی۔

- **وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان صاحب**

وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان صاحب سربراہ جے یوآئی شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق (س) پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

- **جنرل جاوید قمر باجوہ صاحب (چیف آف آرمی سٹاف)**

چیف آف آرمی سٹاف جنرل جاوید قمر باجوہ صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شہادت کی سخت الفاظ میں مذمت کی اوران کی پاکستان اور اسلام کیلئے خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور غمزدہ خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ (ترجمان افواج پاکستان میجر جنرل آصف غفور)

- **جناب صادق سنجرانی صاحب** (چیئرمین سینٹ آف پاکستان)

اسلام اور پاکستان کیلئے مولانا سمیع الحق کی خدمات کو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ دستور سازی کے مشکل ترین ادوار سمیت پارلیمانی جدوجہد اور خصوصاً سینٹ میں مولانا مرحوم کا بڑا کردار رہا ہے۔ اس سانحہ پر ہم سب مولانا سمیع الحق کے خاندان، شاگردوں، اور معتقدین سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔

- **حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب (امیر جمعیت علمائے پاکستان)**

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شہادت کا یہ سانحہ تاریخ کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے اور جس سفاکیت اور ظلم کیساتھ ظالموں نے ان کی جان لی ہے، یقیناً آج پورے ملک کا علمی و دینی حلقہ سوگوار ہے، یہاں سے میرا تعلق طالب علمی کے زمانے سے ہے، آٹھ سال میں دارالعلوم حقانیہ کا طالبعلم رہا ہوں، آج میں جو کچھ بھی ہوں اس دارالعلوم حقانیہ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے۔ اللہ رب العزت اس ادارے کو مزید ترقی سے سرفراز فرمائے اور مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم پر اس وقت ان پر دارالعلوم کی بہت بڑی ذمہ داری آئی ہے مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد الحق صاحب پر بھی ذمہ داری آ گئی ہے چونکہ مولانا سمیع الحق صاحب ایک مشنری انسان تھے، وہ اپنے اغراض و مقاصد کیلئے ہر محاذ پر کوشاں رہے اور اب اس حوالے سے ان کی جو ذمہ داری تھی وہ ان پر عائد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پورے خاندان کو مولانا کے نقش قدم پر چلنے کو آسان فرمائے اور حقیقت ہے کہ بڑے لوگ دنیا میں آتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دنیا میں رہنے کیلئے نہیں آیا کرتے بالآخر سفر کرتے ہیں لیکن زندگی کا ایک مشن وہ ایک امانت ہوتی ہے وہ امانت بعد کے لوگوں کے حوالے کر کے چلے جاتے ہیں، یقیناً یہاں صدمے کا ماحول بھی ہے لیکن ایک علمی ماحول ہے اور علماء کا طبقہ قرآنی تعلیمات سے خوب واقف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اللہ نے قرآن میں فرمایا: اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ(العمران: ۱۴۴) یقیناً لوگ دنیا سے جاتے ہیں انبیائے کرام بھی دنیا سے چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دنیا سے پردہ فرمایا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مایوس ہو کر بیٹھ جائیں لہٰذا یہ مشن جاری رہیگا اور وہ اہداف جو ہمارے اکابرین اور اسلاف نے ہمارے لئے متعین کئے ہیں ان مقاصد کے حصول کیلئے جدوجہد کا سلسلہ برقرار رہے گا اور ان شا اللہ العزیز اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور یہ خون جو بہا ہے رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہ خون اپنی منزل کی طرف تحریکوں کو آگے بڑھائے گا اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ ان شاء اللہ یہ سلسلے جاری رہیں گے، یہ علمی و سیاسی سلسلہ اور یہ دینی علوم اور دینی سیاست کا یہ سارا سلسلہ جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو اور ہماری مشکلات کو آسان فرمائے۔

- **جناب سراج الحق صاحب (امیر جماعت اسلامی)**

مولانا سمیع الحق ایک نظریہ اور ایک مشن کا نام تھے، وہ بیک وقت صحافی، محدث، محقق، سیاستدان اور مجاہد تھے۔ انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لئے وقف کیا، حکومت وقت انکے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہونچائے۔

● الشیخ حبیب اللہ مختار (نائب سفیر سعودی عرب اسلام آباد)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، نحمده ونصلی وصلاة وسلام علی اشرف الانبیا والمرسلین سیدنا محمد وصحبه اجمعین۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

لله ما اخذ ولله ما اعطیٰ فکل شی عنده باجل مسمی، اعظم الله اجرکم واحسن الله جزائکم وتقبل علی الله عندکم من الشهداء واسکنه فسیح جناته وابدله بدلاً خیراً من اهله بدلاً فی وزوجه اللهم جعل مکانه فی جوار الصدیقین والشهداء والصالحین والفردوس الاعلی فی الجنة واقدم لکم تعازی سفیر خادم الحرمین الشریفین فی اسلام اباد وجمیع الاعضاء سفارة فی مصابکم هذا الجلل واعظم الله اجرکم۔ ویرزق الجمیع الصبر والاحتساب

● ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبدالله العمار (سابقہ نائب وزیر مذہبی امور سعودی عرب)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته! انا للّٰہ وانا الیه راجعون

تلقیت بیالغ الأسی والحزن الخبر المحزن وفاة الشیخ الامام سمیع الحق رحمه الله واسکنه فسیح جناته وعظم الله اجرکم واحسن عزائکم وتقبله الله مع الشهداء فی جنات النعیم

فقد عرفته شیخا نحسبه کذلك ولا نزکی علی الله احد شیخا صالحا معتدلا یدعوا الی الوسطیة والتسامح والعفو وقد نفع الله به جعل الله ذلك فی موازین اعماله فارجوا نقل تعزیتی الی جمیع العائله والمشایخ ومحبی الشیخ وتونوا خیر خلف لخیر سلف وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم

● الشیخ الدکتور صالح بن عبداللّٰہ بن حمید (امام کعبہ)

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته .جزاك الله کل الخیر .رحم الله الشیخ سمیع الحق وأسکنه فسیح جناته .أرجو نقل تعازی إلی أ ولاده وأحفاده وکل من المشایخ .، وإن شاء اللّٰہ سأتصل بهم بمشیئة اللّٰہ تعالی، رحمه الله .والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

● الشیخ ابوسعد محمد اللوسری (سابقہ مدیر مکتب الدعوہ پاکستان)

السلام علیکم ابن الشیخ عبدالحق بن حامد الحق

بلغنی نباء وفاة (جدك) العلامة مولانا الشیخ سمیع الحق

وإن للّٰہ ما أخذ وله ما أعطی وکل شی ء عنده بأجل مسمی ولتصبروا ولتحتسبوا أسأل اللّٰہ تعالی أن یغفر له، ویرحمه، ویکرم نزله، ویسکنه الفردوس الأعلی فی الجنة، ویعظم أجر أولاده ومحبیه وذویه، ویرزق الجمیع الصبر والاحتساب۔ عظم الله أجرکم وأحسن عزاء کم۔ إنا لله وإنا إلیه راجعون۔

- **جناب اسد قیصر صاحب** (اسپیکر قومی اسمبلی)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جو کہ ہمارے لئے ایک مشعل راہ تھے، گذشتہ دنوں ایک جگہ ان سے ملاقات ہوئی جسے میں اپنے لئے خوش قسمتی سمجھتا ہوں، اس ملاقات میں مولانا حامد الحق اور مولانا یوسف شاہ صاحب بھی شامل تھے، پچھلے دس دن پہلے کی بات ہے ان سے تفصیلی بات ہوئی اور اس میں ہم نے یہ بھی تبادلہ خیال کیا تھا کہ کیا کیا اسلامی اقدامات کرنے ہیں اور صوبہ پنجاب میں صوبہ کے پی کے کی طرح ہم نے جو ترجمہ قرآن پاک کا شروع کیا ہے وہی ترجمہ ہم وفاقی سکول میں اور پنجاب میں بھی شروع کریں گے اور اسلامائزیشن کی بھی بات ہوئی تھی کہ جو سود کے نظام کے خلاف جو بل پاس کیا ہے اس کی تکمیل پر بات ہوئی تھی، مجھے انکی شہادت پر بہت افسوس ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا رتبہ عطا فرمایا، لیکن ہم پسماندگان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں اور ہم وزیر داخلہ اور جناب پرویز خٹک صاحب بھی بات کریں گے حکومت ہر لحاظ سے ہر ممکن طریقے سے ان کے قاتلوں تک پہنچے گی، کوئی کمی وبیشی ہم نہیں چھوڑیں گے، اور ان سے میرا بہت پرانا تعلق ہے، ہم یقین دہانی کراتے ہیں کہ مولانا صاحب کا جو مشن تھا اس کو آگے لے جائیں گے اور ان علمائے کرام کے ساتھ بیٹھ کر اور مشاورت کرکے اور اسلامائزیشن کے حوالے سے بہترین اقدامات ہوں وہ کے پی کے اور وفاق میں اس کے نفاذ کیلئے ہر ممکن اقدام کریں گے۔

- **جناب نعیم الحق صاحب** (معاون خصوصی برائے سیاسی امور وزیراعظم پاکستان)

میڈیا سے بات کرتے ہوئے ترجمان پاکستان تحریک انصاف نعیم الحق کہتے ہیں مولانا سمیع الحق ایک محبّ الوطن پاکستانی تھے ان کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے، وزیر اعظم عمران خان کو ان کی شہادت کے حوالے سے بریف کردیا گیا ہے، وزیر اعظم نے سانحے کی پرزور الفاظ میں مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے والد جو قومی اسمبلی کے رکن تھے نے ۱۹۷۳ کے آئین پر دستخط کیے تھے، مولانا سمیع الحق کی پاکستان کے لیے بہت خدمات ہیں، پاکستان کا ایک بڑا مدرسہ اکوڑہ خٹک میں انکی سربراہی میں ہزاروں طلبہ کو تعلیم فراہم کرتا ہے۔

ترجمان پاکستان تحریک انصاف نے کہا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کیساتھ ایک معاہدے کے تحت انہوں نے مدرسے کے نصاب کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ نعیم الحق کہتے ہیں کہ وزیر اعظم کی ہدایت پر چیف منسٹر پنجاب نے اس واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کے حوالے سے ہدایات دیدی ہیں، انہوں

نے بتایا کہ مولانا سمیع الحق ۱۵ دن پہلے وزیراعظم سے ملنے آئے تھے اور دونوں نے تفصیلی گفتگو کی تھی اور فیصلہ کیا گیا تھا کہ انکو مختلف دینی اداروں میں نمائندگی دی جائیگی۔نعیم الحق نے کہا کہ پی ٹی آئی کو انکی شہادت پر گہرا افسوس ہے، ہمیں امید ہے کہ انکے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا۔

- **جناب وسیم سجاد صاحب** (سابق چیئرمین سینٹ)

مولانا سمیع الحق کی شہادت سے ذاتی طور پر انتہائی دکھی ہوں ،انہوں نے ہمیشہ اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے جدوجہد کی

- **جناب چودھری نثار صاحب** (سابقہ وفاقی وزیر داخلہ)

مولانا سمیع الحق نے پاکستان میں امن کیلئے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا۔اگر پنڈی اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق جیسی شخصیت محفوظ نہیں تو اللہ ہی حافظ۔

- **جناب عثمان بزدار صاحب** (وزیراعلیٰ صوبہ پنجاب)

مولانا سمیع الحق کی شہادت پر ان کے غمزدہ خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔مولانا سمیع الحق کی شہادت قومی سانحہ ہے۔ملک ایک جید عالم دین اور سینئر سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے۔مولانا سمیع الحق شہید کی سیاسی و دینی خدمات کو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

- **میجر (ر) عامر صاحب** (جہاد افغانستان کے وقت کے اہم ہیرو، دفاعی تجزیہ نگار)

مولانا سمیع الحق مرحوم میرے لئے استاد اور دوست کی حیثیت رکھتے تھے،انکی اور میری وجہ سے دارالعلوم حقانیہ اور دارالقرآن پنج پیر کے رابطے مزید مضبوط ہوئے ،مولانا سمیع الحق نے افغان طالبان ومجاہدین کا مقدمہ جس طرح یہاں پاکستان میں پیش کیا وہ قابل تحسین ہے۔

- **مولانا طیب طاہری صاحب** (سربراہ اشاعت توحید والسنہ)

مولانا سمیع الحق مرحوم نے ہمیشہ حق کیلئے آواز بلند کی ،اتحاد امت اور اتحاد بین المسلمین کیلئے کاوشیں ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔

- **جناب ثناء محمد خان صاحب** (ڈائریکٹر سٹاف سینٹ آف پاکستان)

اللہ تعالیٰ ہمارے محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب (شہید) کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اورآپ سب کو اور تمام اہل خانہ کوصبر جمیل عطافرمائے اور قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے عبرتناک سزادلوئے۔آمین والسلام

- **جناب محمد نواز شریف صاحب**

مولانا سمیع الحق کی شہادت کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی پاکستان پر رحم فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلی مقام عطا فرماتے ہوئے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

- **جناب محمد شہباز شریف** (صدر مسلم لیگ و قائد حزب اختلاف)

مسلم لیگ نون کے صدر اور قائد حزب اختلاف شہباز شریف کا مولانا سمیع الحق کے صاحبزادے مولانا حامد الحق کو ٹیلیفون مولانا سمیع الحق کے قتل کی مذمت اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔ مولانا سمیع الحق کی دینی اور جمہوریت کے لیے خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

- **ڈاکٹر عبدالقدیر خان**

انا للہ و انا الیہ راجعون امن کے پیکر، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اعلی جناب مولانا سمیع الحق صاحب کو راولپنڈی میں نامعلوم افراد نے چاقو مار کے شہید کیا، حکومت وقت سے اپیل ہے کہ آزاد کمیشن بٹھا کے تحقیقات کریں، اللہ جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرماویں۔

- **سینیٹر جناب شبلی فراز صاحب**

مولانا سمیع الحق کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے

- **سینیٹر جناب سجاد طوری صاحب**

اتحاد بین المسلمین کے لئے ان کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

- **سینیٹر جناب نصر اللہ دریشک صاحب**

مولانا سمیع الحق پر حملہ نظریہ پاکستان پر حملے کے مترادف ہے

- **علامہ ثاقب اکبر صاحب** (ملی یکجہتی کونسل)

مولانا سمیع الحق کی شہادت پورے عالم اسلام کیلئے کسی حادثے سے کم نہیں۔ اتحاد امت اور نفاذ اسلام کیلئے ان کی سیاسی، قلمی اور تبلیغی کاوشیں ہمیشہ رکھی جائیں گی۔

- **علامہ سید ساجد علی شاہ نقوی صاحب** (قائد ملت جعفریہ پاکستان)

محترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب! قائم مقام امیر جمعیت علماء اسلام (س) و برادران محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی رحلت پر دلی افسوس ہوا، دکھ کے ان لمحات میں تعزیت پیش کرتے ہوئے آپکے غم میں شریک ہیں، بلاشبہ یہ سانحہ ناقابل تلافی نقصان کا سبب ہے لیکن رضائے خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی تقاضائے بشریت ہے، حضرت مولانا سمیع

الحق صاحب دانشور شخصیت تھے، انکی نفاذ شریعت اور وحدت امت کیلئے بھرپور خدمات تھیں جو تادیر یاد رکھی جائینگی۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے، آپ اور دیگر سوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے، از راہ کرم ہماری تعزیت دیگر سوگواروں تک بھی پہنچائیں۔ صحت وسلامتی کی دعا کیساتھ۔

- **جناب چودھری محمد سرور صاحب** (رہنما پی ٹی آئی)

مولانا سمیع الحق کے قتل کی خبر سن کر مجھے انتہائی دکھ ہوا، اللہ مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دیجائے۔

- **جناب احسن اقبال صاحب** (سینئر رہنما پاکستان مسلم لیگ ن)

بہت ہی خوفناک خبر! مولانا سمیع الحق کے قتل کی خبر بہت ہی پریشان کن ہے، اللہ ان پر رحم فرمائے، امین۔

- **جناب شاہ محمود قریشی صاحب** (رہنما پی ٹی آئی)

مولانا سمیع الحق کی شہادت کی خبر پر شدید دکھ ہوا، مولانا کی شہادت ایک قومی المیہ ہے۔ پاکستان آج ایک انتہائی زیرک اور جدید عالم دین سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

- **جناب الطاف حسین** (مہاجر قومی موومنٹ)

جمعیت علمائے اسلام (س) کے امیر اور ممتاز سیاسی و مذہبی رہنما مولانا سمیع الحق کا بہیمانہ قتل ایک قومی سانحہ ہے۔ میں اس بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتا ہوں۔

- **محترمہ شیریں مزاری صاحبہ** (رہنما پی ٹی آئی)

مولانا سمیع الحق کا ظالمانہ قتل! بالکل قابل مذمت ہے۔ یہ ہمارے جیسے لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ایسا تشدد؟ واقعی بہت ہی افسوسناک ہے

- **جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب** (سربراہ عوامی تحریک)

مولانا سمیع الحق کے قتل کی وجہ سے بہت شدید غمگین ہوں، پاکستان نے ایک اہم مذہبی اور سیاسی شخصیت کو کھو دیا ہے، قاتلوں اور ان کے ماسٹر مائنڈ کو فوری طور پر گرفتار کیا جانا چاہیے۔

- **جناب شاہد خان آفریدی**

مولانا سمیع الحق پر جان لیوا حملے کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ دعا ہے اللہ شہید مولانا سمیع الحق کے درجات بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور حکومت سے میری اپیل ہے کہ انکے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لائے۔

رابطة العالم الاسلامی

هيئة الاغاثة الاسلاميه العالميه

بالمملكة العربية السعودية مكتب باكستان / اسلام آباد

فضيلة الشيخ / محمد انوار الحق

(رئيس جامعة دارالعلوم الحقانيه ونائب رئيس وفاق المدارس العربيه باكستان)

السلام علكيم ورحمة الله وبركاته

بقلوب صابرة محتسبه ومؤمنة بقضاء الله وقدرة تلقينا ببالغ الحزن والأسى خبر وفاة فضيلة الشيخ / سميع الحق رحمه الله ، رئيس جامعة دارالعلوم الحقانيه ، وامير جمعية علماء اسلام(س)، ولا نقول الا مايرضى ربنا (انا لله وانا اليه راجعون)وبهذه المناسبة المؤلفة فاننى اصالة عن نفسى ونيابة عن موظفى مكتب رابطة العالم الاسلامى وهيّة الاغاثة الاسلامية العالمية فى باكستان اتقدم بأحر التعازى الى جميع افراد اسرة الفقيد والى جميع منسوبى جامعة دارالعلوم حقانيه والى تلاميذه ومحبيه عامة تجاه هذاالمصاب الجلل ، وقد ترك وفاة فضيلته حزناً فى قلوب المسلمين عامة واوساط اهل العلم خاصة حيث وقع بسبب فراق فضيلة ثغرةعلمية كبيرة وفجوة روحية عظيمة "موت العالم موت العالم"

داعين الله أن يتغمد الفقيد الغالى بواسع رحمته ورضوانه ويسكنه فسيح جناته ، وان يلهم ذويه الصبر والسلوان ، اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الذنوب والخطايا كما ينقى الثوب والابيض من الاندلس ، كما ندعوا الله عزوجل ان يتقبل خدماته والجليلة للاسلام والمسلمين بأحسن قبولٍ وان يخلفنا الله تعاليى جميعاً فى مصيبتنا هذه خيراً۔

حفظكم الله وسدد خطاكم والسلام علكيم

اخوكم

المدير الاقليمى لمكتب الرابطة والهيّة فى باكستان

د/ عبده بن محمد ابراهيم عتين

مرحوم مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کے متعلق

امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ

المناک اطلاع ملی کہ مملکت پاکستان کے مایہ ناز عالم دین اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو نامعلوم افراد نے شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امارت اسلامیہ افغانستان جناب مولانا سمیع الحق صاحب کی شہادت کو تمام عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے مسلمان عوام کیلئے عظیم اور ناقابل تلافی ضائعہ سمجھتی ہے، اس حوالے سے مولانا صاحب کے معزز خاندان، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے تمام دینی حلقہ جات اور مسلمہ امہ کو دِل کی گہرائیوں سے تعزیت پیش کرتی ہے، اللہ تعالیٰ سے شہید مولانا صاحب کیلئے جنت الفردوس، اقرباء، متعلقین، دینی طبقات، پاکستان عوام اور امۃ مسلمہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی التجاء کرتی ہے۔

شہید مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنی تمام زندگی کو تعلیمی اور سیاسی شعبے میں دین کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا تھا اور اسی راہ میں جام شہادت نوش فرما گئے، انہوں نے افغان مظلوم ملت کیساتھ سوویت یونین کی جارحیت اور امریکی قبضے کے خلاف ناقابل فراموش خدمات انجام دیتے ہوئے ان کا ساتھ دیا، ہمیشہ حق کی بات کرتے اور افغان عوام کی مظلومیت کی صدا کو بلند کی۔

امارت اسلامیہ افغان مسلمان عوام کی نمائندگی سے شہید مولانا سمیع الحق صاحب کی شہادت پر افسوس کا اظہار کرتی ہے، اور ان کے قاتلوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے عظیم جزا اور رسوائی کی التجاء کرتی ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب پر قاتلانہ حملہ بیشک اسلام کے دشمنوں کا فعل تھا، وہ نہیں چاہتے کہ مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کی طرح مایہ ناز اور معصم شخص امت مسلمہ کو بیداری کا درس دیں، اسی لئے انہیں نہایت بزدلی سے شہید کردیا، اللھم اغفرہ وارحمہ وتجاوز عنہ

امارت اسلامیہ افغانستان

۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ بمطابق 02 نومبر 2018ء

امت مسلمہ ایک بڑے محسن سے محروم ہوگئی

اسلام اور دینی اقدار کے ابدی دشمنوں نے بزرگ علمی اور دینی شخصیت شیخ القرآن والحدیث مولانا سمیع الحق نور اللہ مرقدہ پر بھی رحم نہیں کھایا، وہ اپنی عمر اور بیماری کے لحاظ سے اتنے کمزور ہوگئے تھے، کہ کسی کے سہارے کے بغیر چل نہیں سکتے تھے، گزشتہ دنوں پاکستان کے شہر راولپنڈی میں اپنے گھر میں عصر کے وقت چند درندہ صفت لوگوں نے بے دردی کے ساتھ ان پر چھریوں کے وار کرکے شہید کردیا، ان کے جنازے میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، اورانہیں دارالعلوم حقانیہ میں اپنے والد بزرگوار شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا سمیع الحق شہید ایک جید عالم دین تھے، عالم اسلام کی سطح پر سیاسی رہنما اور سچے انسان تھے وہ ہر میدان میں اور ہر حساس موقع پر مسلمانوں کے دفاع کیلئے آواز اٹھاتے تھے، اسلامی تہذیب اور جہادی اقدار کے دفاع کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، دینی کتب کی تالیفات اور پاکستان میں امریکی اور مغربی سازشوں کو ناکام بنانے کی جدوجہد میں گزاری، وہ فلسطین، افغانستان، کشمیر، بوسنیا، عراق اور دیگر اسلامی ممالک میں طاغوتی اور استعماری قوتوں کی جانب سے ڈھائے گئے مظالم پر صدائے حق بلند کرتے اوران کا دفاع کرتے تھے، بالخصوص جب افغانستان پر سوویت یونین نے حملہ کیا تو مولانا سمیع الحق شہید نے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مظلوم افغان عوام کی ہر قسم کی امداد کی، مجاہدین اورمہاجرین کی دل جوئی اورحوصلہ افزائی کیلئے ان کے پروگراموں اورتقریبات میں شرکت کرتے تھے، انہیں خراج تحسین پیش کرتے تھے، اسی طرح وہ جہادی تنظیموں کے درمیان وحدت اور اتفاق کی بھی کوشش کرتے تھے، ملکی اور عالمی سطح پر مجاہدین کے موقف کی حمایت کرتے تھے۔

جب امریکا کی قیادت میں درجنوں ممالک نے افغانستان پر جارحیت کاارتکاب کیا تو مولانا سمیع الحق شہید اصولی موقف اوراپنی دینی فریضے کے طور پر افغان مظلوم عوام اورمجاہدین کیساتھ کھڑے رہے، بہت مشکل حالات میں بھی ان کی سیاسی اوراخلاقی حمایت کا اعلان کیا، جس طرح مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے جاری کردہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ مولانا صاحب پر قاتلانہ حملہ بلاشبہ اسلام دشمنوں کا کام ہے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ مولانا سمیع الحق جیسی قدآور دینی شخصیت امت مسلمہ کو جاگنے کیلئے درس دیتیں رہے، اوراسلامی اقدار اورتہذیب کا دفاع کرے۔

اللہ تعالی مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی تمام دینی اوراسلامی خدمات قبول فرمائے ان کے جامعہ کو قائم ودائم رکھے۔آمین اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه اللهم انزله منازل الصدقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا۔

امارت اسلامیہ افغانستان

ایرانی قونصل جنرل محمد بیگی صاحب
کی حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی شہادت پر اظہار تعزیت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

No:1032....040705

Date:05-11-2018

Dear Brother H.E. MR.HAMID UL HAQ

Aciting Ameer of jamiat ulaama-e-Islam (s)

Assalam-o-Alaikom

The apprehension & martyrdom news of H.E.Mr. Sami -ul-haq ,the Ameer of JUI(s) distressed me much. Certaninaly the Martyr was very tolerant resistant & untiring personality and is worthy of every kind of appreciation & homage. Loss of such personalities is counted as a great loss, which is hoped that God the alamighty may with his bountiful blessing compensate it for the nation of Pakistan.

I express my condolences on this great tragedy to your Excellency ,the Governament & nation of the I.R of pakistan and also the honorable family of the deceased and pray to ALLAH the Almighty for forgiveness & mercy on him and patience & erward for His Eccellency,s honorable family and good health & success for your Excellency.

والسلام علکیم ورحمة الله وبر کاته

your Sincerely

Muhammad B.Beigi

Consul General

☆ ☆ ☆

ادارہ

علماء ومشائخ ،ارباب فضل وکمال ،اہل علم وقلم اور زعماء ملت کے تعزیتی تاثرات

رفتم وازفتن من عالمے تاریک شد   من مگر شمعم چون رفتم ،بزم برہم ساختم

- **شیخ الحدیث مولانا ابوالقاسم نعمانی** (مہتمم جامعہ دارالعلوم دیوبند انڈیا)

شیخ الحدیث مولانا ابوالقاسم نعمانی ،مہتمم جامعہ دارالعلوم دیوبند نے مہتمم دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے فون پر تعزیت کی اور اپنے تاثرات کچھ یوں بیان فرمائے:

محترمی ومکرمی !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولانا! آپ کا سلام پہنچا حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کا واقعہ اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا بہت صدمہ ہوا، اللہ آپکی ،آپکے پورے خاندان کی اور ادارے کی پوری پوری حفاظت فرمادے اور ترقیات عطا فرمائے اور جو خسارہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور تمام کارکنان کے درمیان اساتذہ ،ملازمین ،طلبا سب کے دلوں کے آپس میں ایک دوسرے کے لئے محبت واحترام عطا فرمائے اور ملکی حالات کو درست فرمائے ،میری طرف اور دارالعلوم دیوبند کے خدام کی طرف سے اپنے اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش فرمادیں۔ والسلام

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب** (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

اناللہ وانا الیہ راجعون،عظم اللہ أجرنا وأحسن عزاء نا وألھمنا الصبر والاجر وجعل أخانا الفقید المرحوم فی أعلی جنانہ وتقبل شھادتہ فی سبیلۃ وفقنا اللہ جمعیاً

- **مولانا انیس الرحمٰن ندوی** (جنرل سیکرٹری فرقانیہ اکیڈمی وقف ومدیر مجلہ "تعمیر فکر" بنگلور)

بگرامی خدمت مولانا حامد الحق سمیع حقانی صاحب ومولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحبان مدظلہما العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل بروز جمعہ ۲/نومبر بعد نماز عشاء یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ عالم ربانی،

محدث جلیل اور بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم دین حضرت مولانا سمیع الحق حقانی کو بعض نامعلوم افراد حملہ آوروں نے شہید کردیا، خبر سن کر سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی، بہت دیر تک دل ودماغ ماؤف رہے، کبھی تو خبر کی تصدیق کرنے کو دل نہیں کرتا، تو کبھی کفِ افسوس ملتا کہ ان نادان دشمنوں نے کیا کردیا؟ آپ کی شہادت کسی ایک خطہ یا ملک کا نقصان نہیں بلکہ پوری عالم اسلام کا نقصان ہے، جس کی تلافی مشکل نظر آرہی ہے، حضرت مولانا رحمہ اللہ کی بڑی علمی، دینی اور عملی خدمات ہیں، تعلیم وتعلم کے ساتھ ساتھ آپ کو ملکی وبیرونی حالات بالخصوص عالم اسلام کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی، اورس کے مسائل کو حل کرنے کیلئے آپ ہمیشہ کوشاں اور کمربستہ رہتے، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بڑی خدمات لیں، لہٰذا مختلف میدانوں میں آپ کی اور آپ کے خانوادے کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

والد ماجد حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندوی رحمہ اللہ کے حضرت شہید رحمہ اللہ، آپ کے والد محدث جلیل حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور آپ کے خانوادے سے قریبی تعلقات تھے، حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے تحقیقی مضامین ومقالات کی حضرت رحمہ اللہ کافی پذیرائی فرماتے اور پاکستان میں آپ کے مضامین ومقالات کی سب سے زیادہ اشاعت کا سہرا آپ کے مجلّہ ''الحق'' کے سر ہے، راقم الحروف سے ساتھ بھی حضرت رحمہ اللہ کا شفقت اور لطف وکرم کا معاملہ رہا، لہٰذا آپ رحمہ اللہ نے راقم کے بھی معتد بہ مضامین ''ماہنامہ الحق'' میں شائع فرمائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے، کہ آپ کی شہادت سے پیدا ہوئے فضاء غیب سے پُر فرمائے، آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کو ان کا سچا جانشین بنائے، آپ کے قائم کردہ ادارروں کے فیض سے بندگان خدا فیضیاب ہوں، اور وہ اپنے بانی رحمہ اللہ کے حق میں تاقیامت صدقۂ جاریہ بنیں، فرقانیہ اکیڈمی، مجلّہ تعمیر فکر اور اس کے کارکنان آپ کے غم میں برابر شریک ہیں اور دست بدعا ہیں، رحمه الله رحمة واسعة سابغة كاملة وادخله فی جناته وغفرله واكرم نزله

- **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت** (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

برادر مکرم حضرت مولانا حامد الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی شہادت کی خبر سن اور پڑھ کر قلبی دکھ ہوا، انا للہ وانا الیه راجعون حضرت موصوف کی دینی، سیاسی، تبلیغی، تصنیفی خدمات اتنی عظیم الشان ہیں کہ انہیں جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے، آپ نے اپنی پوری زندگی ناموس رسالت، ناموس صحابہ واہل بیت، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت وچوکیداری، نفاذ شریعت اور علوم نبوت

کی تدریس وآبیاری میں گزاری ،آپ نے اپنی زندگی میں عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، آنجناب تحریک ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے،بارہا آپ عالمی مجلس ختم نبوت کی دعوت پر چناب نگر اور دیگر کانفرنسوں میں تشریف لائے،آپ نے جس چیز کو حق جانا بلا خوف لو مة لائم ڈنکے کی چوٹ پر فرمایا،شریعت بل کی تحریک ہو یا ناموس رسالت کی ،آپکے پایہ ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئی،آپ کو اپنے والدمحترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ ،مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ ، مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ جیسے محسن ومربی نصیب ہوئے ،جن کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا،آپ نے ملک وملت کے تحفظ کیلئے کئی ایک اتحاد قائم کئے،آپ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے،آپ اپنے ماتحت آگ اور پانی کو جمع کیا،آپ جبکہ ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے آپ کی سرپرستی کی اشد ضرورت تھی ،ظالموں نے آپ کو ہم سے جدا کردیا۔

امید ہے کہ آنجناب اور مولانا راشد الحق سمیع اور خاندان کے دیگر حضرات اپنے باپ دادا کے عظیم الشان گلشن دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری کیلئے کسی کمی وکوتاہی کا ارتکاب نہیں کریں گے ، بلکہ جمعیت علماء اسلام کی گروپ بندی کے خاتمہ کیلئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کریں گے ،اللہ پاک حضرت شہید کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں،آنجناب سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں اور دارالعلوم کو حضرت شہید کا نعم البدل عطا فرمائیں ،وماذالك علی الله بعزیز!

حضرت اقدس مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم ،مولانا راشد الحق سمیت تمام پسماندگان کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم سمیت تمام خدام کی طرف سے تعزیت مسنونہ قبول فرمائیں آمین

- تبلیغی جماعت کے رہنما مولانا طارق جمیل صاحب

مولانا سمیع الحق 82 سال کی عمر میں شہادت ان کی مغفرت ومقبولیت کا ثبوت ہے ،ان کی دینی ،سیاسی ، اصلاحی اور دعوتی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

- قاضی محمد نسیم حقانی بن مولانا قاضی عبدالکریم رحمہ اللہ

بخدمت اقدس مخدومی ومخدومزادگان حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مولانا راشد الحق صاحب ،مولانا محمد اسامہ صاحب مولانا محمد حذیمہ صاحب سلمہم الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!انا لله وانا الیه راجعون۔ حضرت الاستاد وشیخ المشائخ شیخ الحدیث، رہبر ورہنما

علماء حق کے سرخیل قائد علماء حق کی شہادت سے صرف حقانی خاندان نہیں اور جامعہ حقانیہ کے لاکھوں فضلاء یتیم نہیں ہوئے بلکہ پوری امت مسلمہ یتیم اور بے سہارا ہوئی ،پورا عالم اسلام بے دست وپا ہو چکا ہے، حضرت اقدس امن کے داعی تھے ، ہمیشہ قیام امن کیلئے بھر پور کردار ادا کیا، میرے حضرت ایک نفیس شخص تھے ،ان کا ظالمانہ وحشیانہ بہیمانہ قتل وظلم عظیم ہے، انکی جدائی سے مسلم دنیا ایک عظیم محدث ، جید عالم دین ، معلم ، مدرس ، مدبر ، نڈر ، بے باک ،سیاست دان سے محروم ہوگئی۔ میرے استاد اتحاد امت کی علامت اور پاکستان کے عظیم محافظ تھے انکی دینی ، ملی ،ملکی ، تدریسی ، دین کی سربلندی کیلئے کاوشیں اور قربانیاں سیاست اور امن کے حوالے سے انکی جدو جہد رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔

میرے استاد محترم نے صحابہ کرام اور بالخصوص خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور قربانی کا عملی نمونہ پندرھویں صدی میں پیش کیا، بہرحال دفاع زبان اور قلم پرلرزہ طاری ہے ،نہ ہی دماغ حاضر ، نہ ہی زبان یاوری کرتی ہے اور نہ ہی قلم چلتا ہے، حضرت شہید رحمہ اللہ علیہ کے محاسن ، انکے جہد مسلسل کی قربانیاں جوانہوں نے اسلام ،اہل اسلام ،پاکستان ،اور اہل پاکستان کے لئے کی ہیں، انکی داستان بہت طویل ہے، اس ناکارہ ، بے علم وعمل کیلئے انکو بیان کرنا ،لکھنا ناممکن ہے ، بہرحال اللہ تبارک وتعالیٰ عالم اسلام کو اس بھیانک درد کو برداشت کرنے کی توفیق ارزانی فرمادے ،اور بغیر دعا کے کیا کہا جاسکتا ہے ۔اللہ تعالیٰ رب العزت اسلام پاکستان کی اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مربی مشفق استاد کے خون شہادت کے صدقے حفاظت فرمادے ،آمین ثم آمین

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ زخمی اور خون آلودہ جسم کیساتھ جنازے کے ذریعہ اپنی حقانیت پر مہر تصدیق کرتے ہوئے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس قول کے کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کرینگے ،حضرت شہید کا نماز جنازہ کیا تھا، بس اِک عرفات کے میدان کا سماں تھا۔

مرد حقانی کے پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے، پیش ذی شعور

والسلام

قاضی محمد نسیم حقانی بن مولانا قاضی عبدالکریمؒ

مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی

۲۹ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ بمطابق 08-11-2018

شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

اُمت کا سرمایۂ حیات لٹ گیا
شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری

- ...... ان کی شہادت کی خبر نے صاعقہ بن کر پوری اُمت کو سوگوار کردیا
- ...... ان کی صحبتیں اور مجالس دل ودماغ کو شاداور فخر ونازش کے جذبات کو سرشار کرتی رہیں
- ...... شیطانی قوتوں اور بے دین حکمرانوں کی مذموم سازشیں ان کے صبر واستقامت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش ہوتی رہیں
- ...... شہادت ان کا مطلوب ومقصود تھا
- ...... ان کی حیات ووفات دونوں قابل رشک ہیں
- ...... نقطۂ نظر، حرفِ تمنا اور شورشِ پیہم

۲رنومبر ۲۰۱۸ء کی عصر کے بعد عزیزم محمد طیب سلمہٗ ربہٗ نے اچانک خبر دیتے ہوئے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کو شہید کردیا گیا ہے، ایسی اچانک اور بھیانک خبر دل ماننے کو ہرگز تیار نہ تھا میں نے کہا، بیٹے! خاموش رہو، یہ ہوائی کسی نے اُڑائی ہوگی محمد طیب سے مکالمہ ختم ہوا تو برادرِ محترم الحاج محمد اسد نے فون کیا اور کہا کہ میڈیا کے تمام چینل مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں اس کے بعد تو ٹیلی فونک رابطوں پر جگہ جگہ سے اطلاعات اور خبر کی صداقت معلوم کرنے کیلئے رابطہ کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا میں استعجاب اور غم واندوہ کے ملے جلے جذبات کے درمیان کچھ ہکا بکا سا

رہا۔ ابھی چند لمحے گزرے تھے کہ جامعہ ابو ہریرہ کے مشائخ واساتذہ میرے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے باہر نکلا، حقیقت سے آگاہی ہوئی سب غم واندوہ سے ساکت وصامت اور دم بخود تھے میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی ادھر طلبہ محوِ حیرت اور سراپا مجسمۂ گریہ وبکاء بن گئے تھے اساتذہ نے انہیں مسجد میں بلالیا اور مجھے کہا کہ طلباء آگاہ ہو گئے ہیں غمزدہ ہیں انہیں تسلی دیں میں نے خطبہ پڑھا جذبات بے قابو تھے بات کرنے کا یارا نہ تھا چند جملے ابھی نہ کہہ پایا تھا کہ طلبہ کی چیخیں نکل گئیں۔

اُمت کا سرمایۂ حیات

اس خبرِ وحشت اثر کو اچانک اور بغیر کسی ذہنی آمادگی کے سن کر سب کے دل دھک سے رہ گئے اور ایسا لگا جیسے کسی نے نہ صرف میرا ہی نہیں بلکہ پوری اُمت کا سرمایہ حیات لوٹ لیا ہے آثار وقرائن اور میڈیا کی اطلاعات سے خبر کی سچائی کے باوصف دل کی گہرائیوں میں مَعاً یہ معصوم خیال مسلسل پیدا ہوتا رہا کہ کاش! یہ خبر غلط ہو، لیکن تمام ذرائع، میڈیا کے تمام چینلز اور دارالعلوم حقانیہ کے دفتر سے یہ تحقیق ہوگئی کہ محدث جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحقؒ، حقانی برادری، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ وطلبہ، اپنی نسبی اور روحانی اولاد بلکہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کو یتیم سا چھوڑ کر خلعتِ خونِ شہادت پہن کر اپنے ربّ کے جوارِ رحمت میں جا چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

فعّال متحرک اور سرگرم شخصیت

ہر چند کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ چند ماہ قبل دل کا آپریشن کر چکے تھے ضعف وعلالت اور مرض کے تمام تر اثرات کے باوصف معاصر علماء، سیاسی زعماء، عمائدین قوم وملت اور دانشوروں کے درمیان ان کی ممتاز، فعال، متحرک اور سرگرم شخصیت کے پیش نظر اس خبر کی تصدیق میں خاصا تردد رہا اور یہ حادثہ ایک ناگہانی واقعہ سا محسوس ہوا خصوصاً اس لئے بھی کہ چار روز قبل ان کے ساتھ ''ساعتے با اہل حق'' کے لمحات حاصل تھے ان کے عزائم جواں تھے حوصلے بلند تھے میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں دل کے آپریشن کے بعد جوانی کے ولولے محسوس کرتا ہوں مولانا سمیع الحق شہیدؒ دمِ واپسیں تک سرگرمِ زیست کی راہ پر محوِ سفر رہے لیکن کیا کیا جائے جب کسی کی موت کا وقتِ معین آجاتا ہے تو ایک لمحہ کے لئے بھی مؤخر نہیں ہو پاتا ہماری خواہش، ضروریات اور توقعات اس کو نہیں ٹال پاتیں۔

فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ (الاعراف : ٣٤)

''چنانچہ جب ان کی مقررہ میعاد آجاتی ہے تو وہ گھڑی بھر بھی اُس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے''

احترام ومحبت کی پہلی پُر شکوہ تصویر

میں ۱۹۷۱ء یعنی اپنی طالب علمی کے سال اول سے ماہنامہ ''الحق'' کا باقاعدہ قاری بن گیا تھا مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے وقیع تحریروں، اپنی واضح علمی عظمت اور علمی و ادبی اور مربوط مضامین کے مطالعہ سے میرے معصوم دل کے سادہ صفحے پر احترام ومحبت کا پُر شکوہ شیش محل بنالیا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنی پُر رونق شکل وصورت سے میری نگاہوں میں بس گئے ان کی خوبصورت حسین تصویر دل پر نقش ہوگئی......

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکا لی دیکھ لی

دلربائی ورعنائی

شعور وآگہی کے آئندہ دور میں جب حضرت سے تلمذ اور استفادے کے مواقع ملے، خدمت و رفاقت اور قربت کے مراحل سے گذرا تو یہ خوب اندازہ ہوگیا کہ معاصرین، اساتذہ وعلماء اور قائدین کی طویل فہرست میں یہ وصفِ دلربائی ورعنائی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے خصوصی امتیازات میں سے ہے۔

مولانا شہیدؒ سے میری بے پناہ محبت، والہیّت اور رشتۂ تلمذ کی دوسری بنیاد ان کے علم وفضل کے ساتھ ساتھ، پاکستان میں اسلام کی سربلندی، نفاذِ شریعت کی جدوجہد اور اسلامی انقلاب کے برپا کرنے کے سلسلے میں ان کی بے پناہ کوششیں، مجاہدانہ مساعی، جہدِ مسلسل اور پیہم تگ ودو کا اعتراف وقدردانی تھی جو وقت کیساتھ ساتھ میرے دل ودماغ کو شاد اور فخر ونازش کے جذبات کو سرشار کرتا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور جمیع صالحین کے ساتھ جنت الفردوس سے نوازے۔

اصلاحِ انقلاب اُمت کے مساعی

اور یہ ایک طے شدہ اور قطعی حقیقت ہے کہ توفیقات، استعدادات اور صلاحیتیں مخلوق خدا میں صرف اور صرف اللہ ہی کی طرف سے حسب انتخاب' ازل سے تقسیم ہوتی ہیں اور یہ بھی مسلّم امر ہے کہ خالق لم یزل ہی حالات، ازمنہ اور اوقات کے تقاضوں کے مطابق غلبۂ دین، ترویج شریعت اور اصلاحِ انقلاب امت کے لئے رجالِ کار پیدا کرتا ہے تو یقیناً یہ بھی مثل آفتاب ومہتاب نا قابل انکار سچائی ہے کہ خدائے عظیم وقدیر نے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ایک جید عالم دین، ایک مجاہد وقائد، ایک سراپا مجسمۂ جہاد اور بیدار مغز وباتوفیق بنا کر پیدا کیا تھا۔

اوصاف وکمالات

وہ قیام پاکستان سے تاہنوز طلاطم ہائے مصائب اورابتلاءات میں گھری ہوئی کشتی ملت کے چیدہ وچنیدہ سعادت مند ناخداؤں میں سے ایک تھے اللہ تعالیٰ نے ایسے زبردست اور ہمہ جہتی اوصاف وکمالات سے نوازا تھا جن میں معاصر علماء، زعماء ملت اور قائدین میں کوئی ان کا شریک نہ تھا یعنی علم وعمل، قلم وکتاب، گویائی وخطاب، ذہانت وجرأت اور جذبۂ ترویج شریعت، اسی لئے پاکستان میں آزاد وسیکولر حکمران، قائدین، بے دینی کی تحریکات، فتنہ ہائے ضالہ بالخصوص قادیانیت کے بے لگام مذموم مساعی اور مغربی کلچر کی یلغار میں مذہب وعقیدہ پر عمل، نفاذِ شریعت کی مساعی اور دینی مدارس کے قیام استحکام کی راہ میں درپیش مسائل وآزمائشیں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ اوران جیسے ذہین وجرأت مند بہادر ومجاہد علماء کی موجودگی میں اسلامیانِ پاکستان کیلئے حوصلہ شکن نہ بن سکیں کیونکہ انہوں نے پاکستان میں دینی قوتوں، مذہبی زعماء اور اسلامی تحریکات کے قائدین کو مسائل ومشکلات سے نمٹنے، اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے اور سیکولر سیاسی وقومی دھارے کی گردن پر لٹکتی ہوئی تلوار سے بچے رہنے کا حوصلہ دیا چنانچہ دفاعِ پاکستان کونسل سمیت تمام دینی قوتیں تمام تر حوصلہ شکن حالات کے باوجود خودداری وخود اعتمادی کے ساتھ زندہ رہنے کے جذبے سے سرشار تھے ملکی وقومی، حکومتی اور سیاسی زندگی کی بے حساب وبے رحم ناہمواریاں ان کی حکمت ودانائی، علمی ودینی اور سیاسی سوجھ بوجھ اوران کے صبر وعزیمت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہیں اوران شاء اللہ ان کے تلامذہ، نسبی وروحانی ابنا اوردینی قوتوں اور علماء کے جاری مساعی سے آئندہ بھی ناکام ونامراد ہوتی رہیں گی۔

اسلامی انقلاب کے گل بوٹے کھلیں گے

اگر چہ بظاہر تو ایک اَن دیکھی قوت نے خنجر کے پے درپے وار سے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کو شہید کردیا ہے مگر اس کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ شہید کا ایک قطرۂ خون بڑے بڑے جفاشعار اور ستم گروں کے آتشکدہ کولمحوں میں ٹھنڈا کر کے رکھ دیتا ہے۔مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جاں فروشی نے پاکستان اور افغانستان میں شہادت کی ایک پوری فصلِ بہار اُگائی ہے۔اس کی برکت سے آج دنیا بھر میں اسلامی انقلاب کے گل بوٹے کھل اور مہک رہے ہیں جن کی خوشبو ان شاء اللہ قیامت تک دنیا کو معطر کرتی رہے گی۔

شہادت ان کا مطلوب ومقصود تھا

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی علمی عظمت ،اتالیقی رفعت ،فکری وسعت اور دینی حمیت اپنی جگہ مسلّم مگر میری ساری توجہ کا مرکز ان کا جذبۂ جہاد ،ذوقِ شہادت ،طلب شہادت اور بالآخر دعائے شہادت رہا ہے۔مولانا شہیدؒ محض مفکر،معلم اورصرف مجاہد ہی نہ تھے بلکہ شہادت ہی ان کا مقصود ومطلوب تھا۔

ساحل مراد کا نظارہ

ان کی جہادی فکر کی کشتی کا چپو جذبۂ ایثار وشہادت سے معمور ہاتھوں میں تھا اس لئے کشتی کے سوار ایک ہی جگہ منجمد ہو کر نہ رہے بلکہ وہ دریا کی روانی کا لطف اُٹھاتے رہے موجوں کی اٹھکیلیاں دیکھتے رہے لہروں کے مد وجزر سے آگاہ رہے ،دریا کا سینہ چیر کر آگے بڑھنے کا مزہ چکھتے رہے اور ساحلِ مراد کا نظارہ بھی کرتے رہے وہ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کے ولولے ہی ہیں جو الفاظ کو باقاعدہ زبان دیتے ہیں جوان کی نوک کو خنجر وسنان اور پلک کو شمشیر وتیر بنا دیتے ہیں جو سیدھے ظالم جابر اور آمر حکمرانوں اور طاغوتی طاقتوں کے سینوں میں اتر جاتے ہیں۔

نقطۂ نظر،حرف تمنا اور شورشِ پیہم

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ گوشہ نشین مفکر، بے جان لفظوں کے مصنف ،اور چٹ پٹی تحریروں کے مؤلف نہیں تھے بلکہ انکا ہر خطاب ،انکی گفتگو اور انکی ہر کتاب ،صحیفۂ انقلاب کا درجہ رکھتی ہے قارئین جانتے ہیں کہ میرے استاذ کی کتاب کا ہر باب ،بابِ مزاحمت ہے ہر باب کا ہر عنوان نشانِ منزل ہے عنوان کی ہر سطر راہِ شوق ہے سطر کا ہر لفظ مجسم جہاد ہے لفظ کا ہر حرف ،حرفِ تمنا ہے حرف کا ہر نقطہ باقاعدہ نقطۂ نظر ہے اور نقطے کا ہر شوشہ شورشِ پیہم ہے جس نے نام نہاد حکمرانوں ،ظالم جابر وآمر بادشاہوں کے تاج کو اچھال کر اور تخت کو ڈھال کر رکھ دیا۔

شہید کے قلم وزبان کی دلچسپ داستان

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی تمام کتابوں میں قلم وکمان ،تحریر وادب اور تراکیب واستعارات کی بھرمار نہیں کی بلکہ ان میں تلوار رکھ کر اور بارود بھر کر رکھ دیا جب وہ پھٹا تو کاخ ہائے کجکلاہ اور ایوان ہائے شاہی کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا ،ان کی تقریریں اور تحریریں ریکارڈ میں محفوظ کرنے اور کتب خانوں کی زینت بنانے کیلئے نہیں بلکہ آتش بداماں مجاہدین کے لئے تھیں جنہوں نے اپنی اٹھلاتی اور انگڑائی لیتی جوانیاں افغانستان کے معرکۂ ہائے کارزار میں خاک وخون کی نذر کر کے حضرت معاوذ معوذ کی جوانی کی یادیں تازہ کر دیں۔

خون کی سرخی انمٹ ہوتی ہے

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جس عنوان پر بھی کام کیا اسے دعوت وانقلاب اور تسلسل عمل کا مرقع بنا دیا روایتی سیاست دان تو اچھے خاصے جاندار موضوع ، اور ایک کامیاب تحریک کو بھی موت کی اوڑھنی اوڑھا کر بوجھل لاش بنا دیتے ہیں۔لیکن مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے مردہ لفظوں کو مسیحا بنا دیا جنھوں نے پوری قوم کو زندگی اور نئی روح سے آشنا کردیا ، ان کی شہادت نے وہ سارے اسرار ورموز کھول دیے ہیں جو کسی فلسفی سے حل نہ ہوئے اور کسی منطقی سے کھل نہ سکے قلم کی سیاہی مٹ سکتی ہے مگر خون کی سرخی انمٹ ہوتی ہے ،قلم کی نگارشات صفحات کی زینت بنتی ہیں جبکہ خونِ شہید لوح کائنات پر ثبت ہو جاتا ہے جسے زمانہ مٹانا بھی چاہے تو نہیں مٹا سکتا۔

جب شہید ناموسِ رسالت کا خون نچوڑا گیا

کوئی مجھ سے یہ توقع رکھے کہ میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے خطبات کے حوالے دوں گا افسوس میں اس پر پورا نہیں اتر سکوں گا اس لئے خطبہ تو بس وہیں ختم ہوگیا جو امام حسینؓ نے کربلا میں دیا تھا اب تو اس پر عمل کی ضرورت ہے مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس خطبے کی صداقت وحقانیت کو اپنی رگوں میں کشید کرلیا تھا جب نچوڑا گیا تو شہادت کا خون بن گیا ، ان کے اپنے گھر میں ان کے بستر اور فرش پر بہنے لگا مگر اپنے ساتھ جبر واستبداد ،ظلم واستکبار اور مظالم کے سارے سازوسامان بہا لے گیا۔

انقلاب آفرین افکار کی ٹیکسال

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ماشاء اللہ علم کے ہر شعبے میں کمالِ درک حاصل کیا ،قرآنیات، احادیث نبوی، فقہ وفتاویٰ، اقتصادیات وسیاسیات، ان تمام موضوعات پر مکمل عبور حاصل کیا ، ملک وبیرون ملک کی لائبریریاں کھنگال ڈالیں بڑے بڑوں سے براہِ راست اور بالمشافہ کسب فیض کیا مگر اپنے دماغ کو صرف کتب خانہ نہیں بنایا بلکہ ایسا ٹیکسال بنایا جہاں انقلاب آفرین افکار ڈھلتے تھے انہوں نے کائنات کا مطالعہ مقصد حیات کے زاویۂ نگاہ سے کیا اور اس میں سے اپنا مقصد زیست ڈھونڈ نکالا۔

شہیدؒ نے عشق رسول کو موضوع سخن اور مہبطِ عشق بنالیا

انہوں نے علوم نبوت پر تحقیق کی اور درس وتدریس کا شغل اپنایا اور اپنے لئے ''عشقِ رسول'' کو موضوع سخن اور مہبطِ عشق بنالیا۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر پڑھاتے رہے اور تفسیر لکھتے رہے قرآن کی ہر آیت اور علوم نبوت کی ہر حدیث سے خوئے دلبری بھی سیکھ لی ،غرض کائنات کے گوناگوں

رنگ ہیں ہر رنگ نظر نواز اور دلآویز مگر سمیع الحق شہیدؒ کو ایک ہی رنگ پسند آیا اور وہ تھا جہد مسلسل اور اتحاد امت، وحدت ملت کی مسلسل مساعی اور شہادت کا رنگ، جو چوکھا بھی ہے اور گہرا بھی ......

جلوے تو بے شمار تھے اس کائنات میں
یہ اور بات ہے کہ نظر تم پر جم گئی

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں

دنیائے کائنات اور زندگی کے سپاٹ خاکے میں جہاد و شہادت کا رنگ بھرنے کیلئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کن کن مصائب و آلام کا شکار ہوئے؟ یہ تو ہر اس شخص کا دل جانتا ہے جس کی اس کوچے سے کبھی راہ ورسم رہی، جہاد و شہادت کا مشن بیک وقت غمِ جاناں بھی ہے اور غم دوراں بھی، ہر ایک غم سے نمٹنے کو عمر خضر درکار ہے۔ اس راہ میں ملامت کے کانٹے بھی ہیں جو پاؤں کو پھوڑا بنا دیتے ہیں حرص وہوا کی جھاڑیاں بھی ہیں جو قدم قدم پر دامن سے الجھتی ہیں تشدد کی بھٹیاں بھی ہیں جو چوبیس (۲۴) گھنٹے دہکتی رہتی ہیں ہر موڑ پر سولیاں بھی گڑی ہیں جو اُٹھتی جوانیوں کو ڈائن بن کر نگل جاتی ہیں۔ چاہتوں، عزیز داریوں، دوستیوں، لذتوں اور امنگوں کی بیڑیاں بھی ہیں جو قدموں کو بوجھل بنا دیتی ہے مگر شہادت کے حریص نہ تحریص کے پھندے میں پھنستے ہیں نہ ترہیب کے کوڑے سے خوف کھاتے ہیں کیونکہ انہیں پہلے دن سے معلوم ہوتا ہے ....

یہ قدم قدم بلائیں یہ سوادِ کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

شہادت کا متمنی اس راہ میں پہلا قدم اُٹھاتا ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ کوئی مجھے بڑھ کر ہار پہنانے والا نہیں۔ کہیں سے زندہ باد کا نعرہ نہیں سنائی دیگا، کوئی خوش آمدید کہنے والا نہیں، کوئی دکھ بانٹنے والا نہیں، کوئی آبلوں پر پھاہا رکھنے والا نہیں، کوئی شجر سایہ دار نہیں، کہیں گھنی چھاؤں نہیں بلکہ وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ......

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

حیات و وفات دونوں قابل رشک ہیں

ان کی آرزوئے شہادت ۲؍نومبر کو برآئی جب حضرت حسینؓ کی سنت میں خود بھی جامِ شہادت نوش کرلیا اور اپنے من کی مراد بھی پالی۔ ہمارے مخدومؒ کی زندگی اور موت دونوں قابل رشک ہیں یعنی زندگی غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں گذری اور موت شہادت کی نصیب ہوئی، دراصل سامراج کے پجاری حکمرانوں کا مزاج شروع دن سے یہ رہا ہے کہ وہ عقل واستدلال اور حقیقت پسندی کے بجائے اپنا سارا کام دار ورسن، قیدوبند اور قتل وغارت سے چلاتے آتے ہیں اور ہمیشہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ انسان جب نظر بند ہوگیا تو اس کا دماغ بھی بند ہوگیا، دل بھی بند ہوگیا اور جذبات بھی بند ہوگئے اب وہ کیا سوچے گا، کیسے سوچے گا؟ کیا تمنا کرے گا اور کیا عزائم لے کر آگے بڑھے گا؟

ناموسِ رسالتؐ کے دیوانوں کی ادائیں

حالانکہ تاریخ کا روزِ اول سے یہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ جس طرح ''فرزانے'' حیلہ سازی سے باز نہیں آتے اسی طرح ''دیوانے'' بھی جان بازی سے کبھی نہیں رکتے۔

لیلائے شہادت کے مستانے

سو ایک ''خو'' حکمرانوں کی ہے اور ایک وضع افتادگانِ خاک کی ہے نہ وہ اپنی عادت بدلنے پر قادر، نہ یہ اپنی روایت چھوڑنے کو تیار۔ دنیادار ارباب اقتدار سوچتے ہوں گے کہ آخر یہ ''شہید'' زندگی کا کیا لطف لیتے ہوں گے۔ حکمران دن کو خوب حکومت کا کاروبار کرتے ہیں اور راہِ حق کے متمنّی شہادت سرد وگرم سے بے نیاز اپنے مشن میں منہمک رہتے ہیں۔ ارباب اقتدار کی راتیں عزت کدوں میں بسر ہوتی ہیں اور متمنّی شہادت جیل کے کسی کونے میں رات گذارتے ہیں، دنیادار تخت اور اربابِ تخت کے قرب میں سرگرداں رہتے ہیں اور متمنّی شہادت اس کے سائے سے بھی دور اور نفور رہتے ہیں۔ ارکانِ حکومت کھنکتے سکوں کی جھنکار سے دل بہلاتے ہیں اور مجاہد، ہتھکڑیوں کی چھن چھن میں خوش رہتے ہیں۔ وزراء کسی پائل سے مسحور ہوتے ہیں اور لیلائے شہادت کے دیوانے اپنے ہی پاؤں میں پڑی بیڑیاں دیکھ دیکھ کر مسرور ہوتے ہیں۔ دنیا کے پجاری دوسروں سے چھین کو مطمئن ہوتے ہیں اور لیلائے شہادت کے محبین اپنا سب کچھ لٹا کر خوش ہوتے ہیں۔ ارکانِ حکومت وزارت کا عہدہ پاکر پھولے نہیں سماتے اور متمنّی شہادت، شہادت کا مرتبہ پاکر اُٹھلاتے نظر آتے ہیں دنیاداروں کی نظر میں شہادت کی راہ چلنے والے لذت، خوشی، لطف، کیف اور سرور سے محروم ہوتے ہیں اور شہداء کی روحیں

ایسے لوگوں کو متوجہ کر کے ان سے مخاطب ہوتی ہیں کہ ......

ایسے دیوانے تو نہ تھے جہاں سے گذرنے والے
ناصحو! پند کرو راہ گزر تو دیکھو

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تمنائے شہادت کا مفہوم یہ رہا کہ دولت، طاقت اور ذرائع ابلاغ کے زور پر ظالم کو وضع دار، اور مظلوموں کو آوارہ گرد ثابت نہ کیا جائے بونے کو قد آور اور صاحبِ قامت کو بے وقوف نہ بنایا جائے، علم اور تقویٰ کی جگہ بیساکھی اور کلغی کو رواج نہ دیا جائے اور ہر شخص چمڑے کا سکہ چلا کر وقت کا بچہ سقہ نہ بن جائے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا آخری پیغام

ان کا پیغام تھا کہ انقلاب میں کسی بیساکھی، کلغی، کسی نوہزاری اور دہ ہزاری، کسی نوابی اور معلّی انقلابی کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ اس کی بارگاہ میں صرف ایمان، تقویٰ، علم، عزیمت، روشن ضمیری، راست فکری اور خود آگہی کو شرف ملتا ہے۔

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی فکر جب ایسی ہو تو باطل قوتوں کو اپنی فکر کیوں نہ لگے؟ سو مولانا سمیع الحق شہیدؒ غلبۂ اسلام کی فکر پیش کرتے رہے اور امریکی سامراج کے پجاری اپنے اقتدار کی فکر کرتے رہے۔ یوں ایک کشمکش جاری تھی سامراجی کارکن خنجر چلاتے رہے اور سمیع الحق شہیدؒ اپنا جگر آزماتے رہے بالآخر خنجر کی تیز دھاریں ان کے سینے میں پیوست ہو گئیں، اقتدار و استبداد کے متوالے خوش ہو گئے تاہم سمیع الحق شہیدؒ کی آخری ہچکی قوم کے لئے گلبانگ مسیحا بن کر نشۂ اقتدار کے بدمستوں کو پیغام دے گئی ہے ......

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتداء ہماری تیری انتہاء کے بعد

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم یا فرد ملوکیت اور شاہی استبداد کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو، اور باطل قوتوں کے مقابلے میں سر اُٹھاتا دکھائی دے تو وہ فوراً دہشت گرد بن جاتا ہے اور اگر اپنے حق خودارادی سے دستبردار ہو جائے غیروں کا دست نگر بن جائے بڑی طاقتوں کا حاشیہ بردار رہے، اپنی آزادی اور استقلال سے ناآشنا رہے اور ہمیشہ سیاسی اور اقتصادی غلامی کا جوا اپنے

گلے میں ڈالے تو وہ روشن خیال، ترقی پسند اور ماڈرن کہلانے کا مستحق ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں امریکہ اور یورپ کی بالادستی کا قبول کیے رکھنا اور فرنگی تہذیب و معاشرت کا اسیر بنے رہنا روشن خیالی اور اس کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ غیر متزلزل وفاداری اور اعلاء کلمۃ اللہ کا اظہار اور جہاد کا نعرہ دہشت گردی قرار پاتا ہے۔

عالم کفر کی نگاہوں میں کانٹا

اہل مغرب کو ہماری داڑھی، پگڑی اور شکل و صورت سے بھی خطرہ ہے اور نظریۂ حیات سے بھی۔ اسلام کے فیصلہ کن عقائد و نظریات کی موجودگی میں اہل یورپ ہم سے کبھی خوش اور مطمئن نہیں ہو سکتے، ان کے لئے بڑا چیلنج اسلام، جہاد، مجاہدین اور علماءِ حقانی ہیں۔ ان کی نفسیاتی اور عملی یلغار کا ہر راستہ اسلام اور اہل اسلام کی طرف جاتا ہے۔

مولانا سمیع الحق اسلام اور اسلامی نظام کے نفاذ کے علمبردار بھی تھے اور تحریک نفاذِ شریعت کے محرک بھی، وہ جہاد کے حامی بھی تھے اور مجاہدین افغانستان کے استاد بھی۔ اس لئے مولانا سمیع الحق اپنی عالمانہ وضع قطع اور داعیانہ ومجاہدانہ کردار کے باعث امریکی اور یورپی دنیا کی نگاہوں میں کھٹکتے رہے۔ جنہیں بالآخر ایک منصوبہ بند سازش کے تحت بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا مگر ان کا مشن بھی زندہ ہے جامعہ دارالعلوم حقانیہ بھی قائم اور فضلاءِ حقانیہ بھی معرکۂ کارزار میں مصروفِ جہاد ہیں۔

جامعہ حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق نائب مہتمم مولانا حامد الحق' ماہنامہ الحق کے مدیر مولانا راشد الحق حقانی، مولانا اسامہ سمیع حقانی، مولانا خزیمہ سمیع حقانی جمیع برادران اور بھتیجے مولانا عرفان الحق' مولانا لقمان الحق' مولانا سلمان الحق حضرت شہیدؒ کے تمام نسبی و روحانی ابناء اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے جمیع فضلاء حکمت و تدبیر اور حالات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت شہیدؒ کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فُروزاں ہو ترا! نُور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا!
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مولانا محمد حنیف جالندھری *

مولانا سمیع الحق ایک عہد ساز شخصیت

انہوں نے پاکستان وافغانستان کے دفاع کی جنگ لڑی

وسعت ظرف، عزم وحوصلہ، استقامت وشجاعت پامردی واستقامت کی سبق آموز داستان حیات

مولانا سمیع الحقؒ بھی بالآخر جام شہادت نوش کر گئے، دکھ ہے اور بے حد ہے، یادیں ہیں اور بے حساب ہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا لکھیں اور کیا کہیں؟ ایک بوڑھا جرنیل جس کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، کوئی ایک شعبہ اور کوئی ایک جہت نہیں بلکہ مولانا سمیع الحق نے ہمہ جہت خدمات سرانجام دیں، درس وتدریس کو دیکھ لیجئے کہ ڈھیر سارے مشاغل آئے روز کے اندرون وبیرون ملک اسفار، حالات کے نشیب وفراز اور زندگی کے مختلف مراحل میں عشروں سے مولانا سمیع الحق جامعہ حقانیہ کے دارالحدیث میں مسند تدریس پر رونق افروز نظر آتے ہیں، اگر انہوں نے زندگی میں اور کوئی خدمت نہ بھی سرانجام دی ہوتی تو محض یہی ایک خدمت کافی تھی کہ وہ عشروں سے درس حدیث دے رہے تھے اور ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ کسب فیض کرنے والوں کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں میں ہے، کیا پاکستان اور افغانستان اور کیا دنیا کے دیگر خطے جہاں جانا ہوتا ہے جامعہ حقانیہ کے فضلا اور مولانا سمیع الحق کے تلامذہ گرانقدر خدمات سرانجام دیتے نظر آتے ہیں پھر مولانا کی محض تدریس ہی نہ تھی بلکہ اہتمام وانصرام میں بھی وہ اپنی مثال آپ تھے

مولانا سمیع الحق کی وسعت ظرفی: جامعہ حقانیہ جیسی عظیم درسگاہ کو انہوں نے خون جگر دے کر سینچا، ان کی سیاسی سرگرمیوں، ان کے تنظیمی مشاغل، بدلتے ہوئے حالات کی گرمی سردی کچھ بھی تو اس درسگاہ پر اثرانداز نہ ہو سکا، اتنے بڑے ادارے کی ضروریات کا بندوبست ہی کارے دارد مگر آفرین ہے کہ مولانا نے اسے عمر بھر بڑی کامیابی سے نبھایا، جامعہ حقانیہ کی کامیابی میں مولانا سمیع الحق کی وسعت ظرفی کا بڑا دخل تھا، انہوں نے کیسے کیسے اہل فن چن کر لائے، کیسے کیسے اساطین علم کو جامعہ حقانیہ سے وابستہ کیا اور کھل کر کام کرنے کا موقع دیا جامعہ حقانیہ کے مشائخ، اساتذہ حتی کہ طلبہ میں بڑی تعداد ایسی تھی جن کے نظریات و افکار مولانا سمیع الحق سے مختلف اور تنظیمی اور جماعتی وابستگی بھی مولانا سمیع الحق سے جدا تھی لیکن مولانا نے تعلیمی اور انتظامی معاملات میں اپنی پسند ناپسند، اپنے افکار ونظریات اور اپنی تنظیمی و جماعتی ترجیحات سمیت کسی چیز کو آڑے نہ آنے دیا اور ہمیشہ جامعہ حقانیہ کا گلشن سرسبز وشاداب آباد رہا اللہ رب العزت تاابد آباد رکھیں۔

---

* ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تصنیف وتالیف کے شہسوار: مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے تصنیف وتالیف کے حوالے سے ماہنامہ الحق سے جو سفر شروع کیا اس کا بھی ایک پورا جہان آباد کیا، ہم نے تو ابتداء میں مولانا سمیع الحق کو ماہنامہ الحق میں ہی دیکھا، قلم پر کیا گرفت تھی، حالات پر کیسی نظر تھی اور علمی طور پر کیا رسوخ تھا اور پھر اکابر کی نسبت و صحبت نے ان کے اندر کے قلم کار کو کندن بنا دیا تھا، مولانا سمیع الحق کا قلم یوں تو تاریخ کے ہر موڑ پر اپنی جولانیاں دکھاتا نظر آتا ہے لیکن 1974 میں قادیانیت کے حوالے سے قومی اسمبلی میں جو محضر نامہ پیش کیا گیا اس پر علمی و تحقیقی کے حوالے سے اس عہد کے جن چند باہمت نوجوانوں نے شبانہ روز محنت کر کے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ان میں مولانا سمیع الحقؒ پیش پیش تھے، مولانا سمیع الحقؒ کا یہ کمال تھا کہ وہ دوسروں سے لکھوانے اور پھر اسے چھپوانے میں خاص مہارت رکھتے تھے چنانچہ ماہنامہ ''الحق'' کی پرانی فائلیں اور خاص نمبر اٹھا کر دیکھ لیجئے مولانا کا یہ کمال جا بجا نظر آئیگا۔

موتمر المصنفین ایک عظیم ادارہ: مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یہ بھی کمال تھا کہ وہ اہل زبان نہ ہونے کے باوجود بہت شستہ اور نستعلیق اردو لکھتے تھے اور اس سے بھی بڑا کمال یہ کہ وہ کوئی برگد کا ایسا درخت نہ ثابت ہوئے جس کے سائے تلے کوئی اور درخت پروان ہی نہ چڑھ پاتا، آپ نے موتمر المصنفین کی بنیاد ڈالی اور کیسے کیسے ہیرے تراشے، صرف مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا مفتی غلام الرحمٰن، حافظ راشد الحق کی تحریری و تصنیفی خدمات کو ہی سامنے رکھیے! تو مولانا سمیع الحقؒ کی تصنیفی و تالیفی خدمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا سمیع الحقؒ کا ایک منفرد کارنامہ: مولانا سمیع الحقؒ کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے علمی ذخیرہ سنبھال کر رکھا اور صرف سنبھال کر ہی نہ رکھا بلکہ اسے سجا کر اور چھپوا کر امت کے سامنے پیش بھی کر دیا اس حوالے سے مشاہیر کے خطوط و پیغامات اور مراسلات پر مولاناؒ نے جو کام کیا وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد کارنامہ ہے، مولانا سمیع الحقؒ کی تصنیفی و تالیفی زندگی میں جو سب سے اہم بات تھی وہ یہ کہ انہوں نے ہمیشہ وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھا ابھی آخری عمر میں انہوں نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا تھا اسی کو دیکھ لیجئے کہ امام التفسیر حضرت شیخ لاہوری کے تفسیری نکات اور ترجمہ ڈھونڈے سے نہ ملتا تھا حالانکہ وہ ایک تاریخی ورثہ اور علمی ذخیرہ تھا مولانا سمیع الحق نے اسے جس انداز سے سجا سنوار کر اور عام فہم بنا کر امت کے سامنے پیش کرنے کا عظیم منصوبہ شروع کیا تھا وہ جب منظر عام پر آئیگا تب خبر ہوگی کہ مولانا سے اللہ نے کتنا عظیم کام لیا۔

دو عظیم منصوبوں کی تکمیل کی خواہش اور تمنا: آخری عمر میں مولانا سمیع الحقؒ سے جب بھی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے دو منصوبوں کا بطور خاص تذکرہ کیا ایک امام لاہوریؒ کے تفسیری نکات پر تحقیق اور اشاعتی کام کا اور دوسرا جامعہ حقانیہ کی عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا، مولانا کی دلی خواہش تھی کہ یہ دونوں کام

مکمل کرنے کی انہیں مہلت مل جائے اگر چہ یہ دونوں کام سو فیصد تو ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو پائے تاہم ان پر زیادہ کام ہو گیا اللہ رب العزت اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے امین۔

مولانا سمیع الحقؒ کے صدقات جاریہ کی ایک کہکشاں : ابھی مولاناؒ پر لکھنے بیٹھا ہوں تو یادوں کی ایک بارات چلی آ رہی ہے اور کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں مگر لکھتے ہوئے سب سے زیادہ دل ودماغ پر جو بات غالب ہے وہ یہ کہ مولاناؒ نے اپنی آخرت کیلئے کیا کیا زادراہ ساتھ لے لیا اور کیسے کیسے کارنامے اور صدقات جاریہ ہیں انکے نامہ اعمال میں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی کسی کے پلے ہوتا تو بہت تھا، مگر مولانا سمیع الحقؒ کی حیات مستعار میں تو صدقات جاریہ کی ایک کہکشاں ہے جگمگ کرتی کہکشاں ، اللہ رب العزت اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں۔

جہاد افغانستان کے ماسٹر مائنڈ: مولانا سمیع الحقؒ کی تحریکی زندگی بھی ایک مکمل داستان ہے گزشتہ چار عشروں کی ہر تحریک میں مولانا سمیع الحقؒ ''گھنٹہ گھر'' دکھائی دیتے ہیں، سب تحریکوں کو ایک طرف رکھیے صرف جہاد افغانستان کی بات کیجیے تو مولانا سمیع الحقؒ اسکے صحیح معنوں میں ''ماسٹر مائنڈ'' نظر آتے ہیں، اس تحریک جہاد جس نے دو سپر پاورز کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا اسکے جی ایچ کیو کو سلیس زبان میں مولانا سمیع الحقؒ اور انکی درسگاہ کہا جا سکتا ہے، مولانا سمیع الحقؒ اگر چہ عسکری دنیا کے آدمی نہ تھے لیکن عسکری میدانوں کیلئے جس فکری، علمی، اخلاقی، نظریاتی کمک کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب مہیا کرنے کا ڈپو مولانا اور انکے رفقا کے پاس تھا اور کمال یہ کہ حالات کے جبر نے مولانا سمیع الحقؒ کے لہجے کے بانکپن کو کبھی متاثر نہیں ہونے دیا اور انہوں نے کمال استقامت اور پامردی سے جہاد، مزاحمت، آزادی اور پاکستان وافغانستان کے دفاع کی جنگ لڑی اور آخر تک سرنڈر نہ ہوئے۔

مولانا مرحوم سے محبت واحترام کا رشتہ : ہمارا مولانا کے ساتھ ہمیشہ بہت محبت اور احترام والا رشتہ رہا صرف مولانا ہی نہیں بلکہ ان کے پورے خاندان کیساتھ دیرینہ اور محبت وخلوص سے لبریز مراسم رہے، مولانا سمیع الحق نے ہمیشہ مدارس کے کاذ کیلئے بے لوث تعاون فرمایا، جب بلایا چلے آئے، جب ضرورت پڑی کندھے سے کندھا ملائے دکھائی دیئے، انہوں نے مولانا انوار الحق کو تو گویا وفاق المدارس کیلئے وقف کر رکھا تھا، جب بھی خیبر پختونخواہ کی طرف سفر ہوا جامعہ حقانیہ ضرور حاضری ہوتی اور مولانا کی میزبانی، خلوص، شفقت اور محبت کے کتنے زمزمے بہتے نظر آتے، اللہ کرے علم وعمل اور خلوص ومحبت کے یہ زمزمے سدا بہتے رہیں۔

مولانا سمیع الحق کی سیمابی طبیعت، ان کی زندگی بھر کی ریاضت اور جدوجہد کے بعد جچتی تو ان کے ساتھ شہادت کی موت ہی تھی لیکن سفاک اور درندہ صفت قاتلوں کی سنگدلی پر اور مولانا کی جدائی پر دل خون کے آنسو رو رہا ہے ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولانا زاہد الراشدی *

علم و فضل اور عزم و عزیمت کے کوہِ گراں

دینی قومی خدمات کے ہر شعبہ میں صف اول کے رہنما

حضرت مولانا سمیع الحق کی المناک شہادت کی اچانک خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے جمعہ کے روز عشا کی نماز گرجاکھ گوجرانوالہ کی جامع مسجد عثمانیہ میں ادا کی جس کے بعد مجھے وہاں اعلان کے مطابق درس دینا تھا اور پھر جمیعت اہل سنت والجماعت گوجرانوالہ کے رہنما مولانا شوکت نصیر کے طلب کردہ علاقائی اجلاس میں شریک ہونا تھا۔ فرض نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک دوست نے موبائل فون کے حوالہ سے یہ خبر پڑھائی جس نے دل و دماغ کو ماؤف کر دیا اور ذہن ایک دم سناٹے میں آ گیا، درس نہ دے سکا اس لیے صدمہ کی حالت میں چند باتیں کہہ کر دعا کرا دی۔ صبح جامعہ نصرۃ العلوم میں ترجمہ قرآن کریم کی اجتماعی کلاس کے بعد طلبہ کے سامنے حضرت مولانا سمیع الحق کی کچھ دینی و ملی خدمات کا تذکرہ کیا اور جامعہ میں اس صدمہ وغم میں تعطیل کا اعلان کر دیا۔ اب قلم ہاتھ میں لیا ہے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا لکھوں اور بات کہاں سے شروع کروں۔ مولانا سمیع الحق کی ضخیم کتاب مشاہیر کے خطوط کے حوالہ سے لکھا گیا ایک پرانا مضمون بار دگر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، صورتحال واضح ہونے اور حواس پوری طرح بحال ہونے کے بعد ہی تفصیلی گزارشات پیش کر سکوں گا، ان شا اللہ تعالیٰ۔

صاحب عزیمت بزرگ

مولانا سمیع الحق صاحب باہمت اور صاحبِ عزیمت بزرگ ہیں کہ اس بڑھاپے میں مختلف امراض وعوارض کے باوجود چومکھی جنگ لڑ رہے ہیں اور مختلف شعبوں میں اس انداز سے دینی وقومی خدمات میں مصروف ہیں کہ کسی شعبہ میں بھی انہیں صفِ اول میں جگہ نہ دینا ناانصافی ہوگی۔ دارالعلوم حقانیہ کے اہتمام وتدریس کے ساتھ ساتھ امریکی ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کی ممکنہ بحالی کے خلاف عوامی محاذ کی عملی قیادت کر رہے ہیں جس میں انہیں ملک کے طول وعرض میں مسلسل عوامی جلسوں اور دوروں کا سامنا ہے، جبکہ قلمی محاذ پر رائے عامہ کی رہنمائی اور دینی جدوجہد کی تاریخ کو نئی نسل کے لیے محفوظ کرنے میں بھی وہ اسی درجہ میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔

---

* سرپرست اسلامک میڈیا فورم پاکستان

مکاتیب مشاہیر ایک عظیم کارنامہ

انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور خود اپنے نام مشاہیر کے خطوط کو آٹھ ضخیم جلدوں میں جمع کر کے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے، اسے دیکھ کر میں خود تحیر و تعجب کیساتھ خوشیوں کے سمندر کی گہرائی میں ڈبکیاں کھا رہا ہوں۔ بحمد اللہ تعالی میرا شمار بھی بے ہمت لوگوں میں نہیں ہوتا، مگر مولانا سمیع الحق کی ہمت کی بلندی پر نظر ڈالنے کے لیے بار بار ٹوپی سنبھالنا پڑ رہی ہے۔ گزشتہ روز میں نے جب اس کتاب پر بلکہ کتابوں کے اس مجموعہ پر نظر ڈالی تو میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ سارے کام کاج چھوڑ کر اسی کے سامنے دوزانو بیٹھ جانا چاہیے۔

مکاتیب مشاہیر ایک تعارف

خدا جانے اس کے تفصیلی مطالعہ کا وقت کب ملتا ہے، جو بظاہر شوال المکرم کی تعطیلات سے پہلے بہت مشکل دکھائی دے رہا ہے، مگر اس کے سرسری تعارف کے لیے میں نے سردست اس کی پہلی جلد کا انتخاب کیا ہے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے خطوط پر مشتمل ہے اور دینی جدوجہد کے ایک پورے دور کا احاطہ کرتی ہے۔ مشاہیر کے عنوان سے آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل اس کتاب کی عمومی ترتیب یہ ہے کہ پہلی جلد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے نام خطوط کے لیے مخصوص ہے، جلد دوم سے جلد پنجم تک حروف تہجی کے لحاظ سے مشاہیر کے مولانا سمیع الحق کے نام خطوط کی چار جلدیں ہیں، جلد ششم افغانستان کے جہاد کے دوران کی اہم رپورٹوں اور جہادی راہنماؤں کے خطوط اور سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہے، جلد ہفتم میں بیرونی ملکوں کے مشاہیر کے خطوط شامل کیے گئے ہیں، جبکہ جلد ہشتم ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق کے نام مشاہیر کے خطوط کے لیے مخصوص پہلی جلد پونے سات سو کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان مشاہیر کی فہرست پر میں نے اس خیال سے نظر ڈالی کہ اس کالم میں تذکرہ کے لیے ان میں سے چند زیادہ اہم بزرگوں کے ناموں کا انتخاب کرسکوں، مگر مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی کہ کوئی نام بھی ایسا نہیں ہے جسے اہمیت کے خانہ نمبر دو میں رکھا جاسکے، البتہ اس حوالے سے مولانا سمیع الحق کا بے حد شکرگزار ہوں کہ حضرت شیخ الحدیث کے نام راقم الحروف کے تین خطوط شامل کر کے ان کے اس نیازمند و عقیدت مند کو بھی خریداران یوسف کی اس فہرست میں شریک کرلیا ہے جو میرے لیے اعزاز و افتخار کی بات ہے۔

مولانا عبدالحق علم و فضل عزم و ہمت کے کوہ گراں

حضرت مولانا عبدالحقؒ کا شمار پاکستان ہی نہیں، بلکہ جنوبی ایشیا کی ان عظیم شخصیتوں میں ہوتا ہے جو نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ وسطی ایشیا میں علوم دینیہ کی ترویج واشاعت اور اسلامی اقدار و روایات

کے تحفظ وفروغ کا ذریعہ بنیں۔ تعلیمی اور تہذیبی حوالے سے مولانا عبدالحق کی دینی، علمی، تدریسی اور فکری خدمات جنوبی ایشیا اور اس کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیا میں دینی جدوجہد کی اساس کی حیثیت رکھتی ہیں اور افغانستان کو دیکھا جائے تو اس کی پشت پر مولانا عبدالحق کی شخصیت پوری آب وتاب کے ساتھ کھڑی دکھائی دیتی ہے جو بظاہر ایک منحنی سا وجود رکھتے تھے، لیکن علم وفضل اور عزم وہمت کے اس کوہِ گراں کے ساتھ کمیونزم کے فلسفہ ونظام نے سر پٹخ پٹخ کر اپنا حلیہ بگاڑ لیا اور آج کا مورخ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جہاد افغانستان کی علمی، فکری اور دینی اساس مولانا عبدالحق کی شخصیت اور ان کی نگرانی میں کام کرنے والا تعلیمی ادارہ دارالعلوم حقانیہ ہے جس کے اثرات افغانستان اور وسطی ایشیا کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔

جہاد افغانستان کی آبیاری کرنے والے بزرگ

جہاد افغانستان کی علمی وفکری آبیاری میں ہمارے بہت سے بزرگوں کا حصہ ہے، مگر میں تاریخ کے ایک طالب علم اور اس جدوجہد کے ایک شعوری کارکن کے طور پر تین شخصیات کو ان سب کا سرخیل سمجھتا ہوں، ان میں سے سب سے پہلا نام حضرت مولانا عبدالحق کا ہے اور ان کے بعد جہاد افغانستان کے علمی وفکری سرپرستوں میں میرے خیال میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مولانا مفتی محمود کا نام آتا ہے جنہوں نے نہ صرف پاکستان کے علما وطلبہ کو جہاد افغانستان کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا، افغان مجاہدین کی سیاسی واخلاقی پشت پناہی کی، جہاد افغانستان کے خلاف مختلف اطراف سے اٹھائے جانے والے شکوک واعتراضات کا جواب دیا اور جہاد افغانستان کی ہر لحاظ سے پشت بانی کی۔

مولانا عبدالحق کا نفاذ اسلام جدوجہد میں اہم کردار

حضرت مولانا عبدالحق کی خدمات کو میں ایک اور حوالہ سے بھی تاریخ کا اہم حصہ شمار کرتا ہوں، وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی دستوری جدوجہد کا باب ہے۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلیوں میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے بعد جس شخصیت نے دستور سازی میں سب سے زیادہ سنجیدہ کردار ادا کیا ہے اور دستور سازی کے تمام مراحل میں پوری توجہ اور تیاری کے ساتھ محنت کی ہے، وہ حضرت مولانا عبدالحق ہیں۔ دستور ساز اسمبلی کی کارروائی کا مطالعہ کیا جائے اور دستور سازی کے مختلف مراحل پر نظر ڈالی جائے تو حضرت مولانا عبدالحق کے جداگانہ اور امتیازی کردار کا تذکرہ بہرحال ضروری ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق ہمارے ملی اور قومی محسنین میں سے ہیں اور ان کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے یہ خطوط ان کی جدوجہد اور خدمات کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ میں ان خطوط کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ دینی جدوجہد اور تاریخ کا ذوق رکھنے والے حضرات اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

سینیٹر جناب راجہ ظفر الحق *

مکمل نفاذِ شریعت کے لئے ٹھوس اقدامات کی تجویز

مجلس شوریٰ میں مولانا سمیع الحق کا کردار قائدانہ معیار کا ہوتا تھا
مولانا سمیع الحق شہید کی آخری کتاب پر راجہ ظفر الحق کے تاثرات

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی شہادت سے دو یوم قبل ایک خط اور پھر ٹیلیفون کے ذریعے مطلع فرمایا کہ وفاقی مجلس شوری، جس کے وہ مقتدر رکن تھے، کی کم وبیش تین سال کی کارروائی جس میں بلاشبہ انکا بھرپور کردار رہا تھا، کو ایک کتابی شکل دے رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی تقریظ تحریر کر دوں (چونکہ مجلس شوری کے زمانے میں میرے پاس دو محکمے یعنی وفاقی وزیر برائے اطلاعات ونشریات اور وفاقی وزیر برائے مذہبی امور تھے) میں حیران ہوا کہ اتنی مصروفیات کے باوجود مولانا کے پاس اتنا وقت تھا کہ وہ اس دور کی کارروائی منضبط کر سکیں لیکن اس کے پیچھے نفاذِ شریعت کے لیے ان کا قلبی لگاؤ، علم اور بصیرت، جو انہیں ورثہ میں ملی تھی، اس کا بھرپور استعمال تھا۔ اس خط کے دو روز بعد ایک ایسا سانحہ پیش آ گیا جس نے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے دردِ دل رکھنے والے ہر شخص کو شدید دکھ میں مبتلا کر دیا۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے اکوڑہ خٹک حاضری دی تو ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل رنجیدہ، لاکھوں افراد ایک دوسرے سے گلے مل کر رو رہے تھے۔

وفاقی مجلس شوریٰ کا بنیادی مقصد نفاذِ شریعت کے عمل کو مستحکم اور تیز رو بنیادوں پر استوار کرنا تھا۔ علما کرام میں مولانا سمیع الحق شہید اور قاضی عبد الطیف صاحب مرحوم کی مشترکہ کوششیں سرفہرست رہی ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ اختیار، قانون شہادت، قانونِ شفعہ، قصاص و دیت کا قانون، نظام تعلیم، قراردادِ مقاصد کو مؤثر بنانے کے لیے آئینی ترامیم، آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت قانون سازی، نظام زکوٰۃ اور نظام صلوۃ کا استحکام، رجال کار یعنی عدلیہ اور پولیس کے حاضر سروس افسران کی شرعی قوانین میں تربیت کا نظام، یہ وہ چند موضوعات ہیں جن کے بارے میں مولانا شہیدؒ نے اپنے ساتھیوں سے مل کر نفاذ شریعت کے لیے ٹھوس اقدامات تجویز فرمائے جن میں سے اکثر پر عمل درآمد بھی ہو گیا تھا۔

---

* چیئرمین پاکستان مسلم لیگ (ن) قائد حزب اختلاف، سینیٹ آف پاکستان

وفاقی مجلس شوری کے ارکان میں دو طبقات بڑے واضح تھے۔ ایک وہ جو شریعت کے احکامات پر مکمل نہ صرف ایمان رکھتے تھے بلکہ اس کے پیچھے حکمتِ خداوندی اور تعلیمِ نبویؐ سے بخوبی واقف تھے اور دلائل کے ذریعے دنیا کے دیگر نظام ہائے کے مقابلہ میں ان کی برتری ثابت کرتے تھے۔ دوسرا وہ طبقہ تھا جو کہ استعماری نظام سے متاثر تھے لیکن کوئی کمیٹی ہو یا مکمل ایوان ان دو طبقوں میں دلائل کے انبار لگ جایا کرتے تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ استعماری نظام کے حامیوں کی تعداد کم ہوتی گئی اور سارا ایوان اسلامی قوانین اور فقہ کا حامی ہوتا گیا۔ دلائل کی اس کشمکش میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار قائدانہ معیار کا ہوتا تھا۔ یہ طریقہ کار ارشاد خداوندی کے عین مطابق تھا، جس کی وجہ سے وہ بدمزگیاں جو عموماً اسمبلی کے اجلاسوں میں ہوا کرتی ہیں اس کا سامنا مجلس شوری کے اجلاسوں میں نہیں کرنا پڑا۔ سورہ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ(النحل:۱۲۵)

"(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو جو اس کے راستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔"

اللہ کریم اپنے دین کے خود محافظ ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائیں۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے مارشل لاء دور میں

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار

نفاذ اسلام کی جدوجہد

جمع و ترتیب: محمد اسرار مدنی

معاون: مولانا راشد الحق سمیع

ضخامت: ۵۷۸ قیمت: -/1100 روپے

ناشر: ایمل مطبوعات اسلام آباد

برائے رابطہ: 0302-5959858 - 0317-8529569

جنرل مرزا اسلم بیگ*

مسئلہ افغانستان پر مولانا سمیع الحق کا مؤقف

جنرل مرزا اسلم بیگ کا بے باک تجزیہ وتبصرہ

مولانا سمیع الحق کو کس نے شہید کیا؟ اس کا علم تو شاید ہی ہوسکے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی شہادت سے پاکستان اور افغان طالبان کے درمیان ایک معتبر رابطہ ختم ہوگیا ہے جس کا نقصان پاکستان کو ہی ہوگا ۔مولانا سمیع الحق شہید کا یہ پختہ موقف تھا کہ جب تک امریکہ اور دیگر قابض افواج افغانستان میں موجود ہیں خطے میں امن قائم نہیں ہوسکتا ۔ان کا کہنا تھا افغانستان کی قسمت کا فیصلہ خود افغانیوں کو کرنا چاہیے امریکہ پاکستان ایران یا روس کو ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ افغانستان کے متعلق مولانا سمیع الحق کا موقف

ایک سازش کے تحت پاکستان سے ایسے رہنماوں کو ہٹایا جارہا ہے جو امریکی ایجنڈے کی راہ میں رکاوٹ ہیں، امریکہ نے افغان حکومت کے ذریعے مولانا سمیع الحق پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی تھی ۔آج سے تقریبا ایک ماہ پہلے افغان حکومت نے مولانا سمیع الحق سے افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات میں ثالث بننے کی درخواست کی جس کے جواب میں مولانا سمیع الحق نے کہا تھا کہ امریکہ کی افغانستان میں موجودگی کی وجہ سے وہ یہ کردار خوش اسلوبی سے ادا نہیں کرسکتے ۔اسی سلسلے میں افغان حکومت کی طرف سے آئے ہوئے ایک اعلی سطحی سرکاری وفد نے ان سے یکم اکتوبر 2018 کو اکوڑہ خٹک میں ملاقات کی ۔یہ ملاقات دو ڈھائی گھنٹے تک جاری رہی ،وفد میں افغانستان میں مختلف جماعتوں کے سرکردہ حکومتی افراد اور اہم علما شامل تھے، جن میں سے بعض علماء جامعہ حقانیہ سے فارغ التحصیل اور مولانا سمیع الحق کے شاگرد رہ چکے تھے۔ پاکستان میں افغان سفارتخانہ کے سفارتکار بھی اس ملاقات میں شریک تھے۔

افغان وفد کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات

وفد نے مولانا سمیع الحق سے افغانستان کی صورتحال پر تفصیلی بات چیت کی اور مولانا سے قیام

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف

امن کیلئے کردار ادا کرنے پر زور دیا ان کا مقصد تھا کہ کسی طرح طالبان اشرف غنی کی حکومت کو تسلیم کر لیں۔ اس ضمن میں وفد نے افغانستان حکومت بشمول شمالی اتحاد اور حکومت کے تمام اتحادی گروپوں کی طرف سے مولانا سمیع الحق کو ثالث بننے کی پیشکش کی اور ان کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرنے کا یقین دلایا سر تسلیم خم کیا کہ ہم سب افغان طالبان کی طرح آپ کو اپنا استاد، رہبر اور باپ کی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن مولانا نے ان سے کہا کہ یہ ایک پیچیدہ بین الاقوامی مسئلہ ہے امریکہ سمیت بڑی طاقتیں اپنی مرضی کے مطابق اسے حل کرنا چاہتی ہیں اور وہ ہمیں حل کرنے نہیں دیں گی میں اپنے کمزور کندھوں پر اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈال سکتا مگر میری دلی خواہش ہے کہ افغان جہاد افغانیوں کی مرضی کے مطابق اپنے منطقی انجام یعنی ملک کی آزادی اور اسلام کی سر بلندی تک پہنچ جائے اور یہ باہمی خون خرابہ بند ہو جائے۔

افغانی وفد کو مولانا سمیع الحق کا مشورہ

انہوں نے مشورہ دیا کہ پہلے مرحلے میں آپ میں سے چند مخلص علماء افغان حکمران پاکستان اور امریکہ کی مداخلت سے ہٹ کر خاموشی سے کسی خفیہ مقام پر مل بیٹھیں اور متحارب گروہ بھی ایک دوسرے کا نقطہ نظر سمجھ لیں مولانا سمیع الحق نے کہا کہ میرے نزدیک اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ افغانستان کے حکمران، پچھلے دور کے مجاہدین عوام اور طالبان کا ایک نقطہ پر متفق ہو کر ملک کی آزادی اور امریکی نیٹو افواج کے انخلا پر متفق ہو جائیں تو قابض استعماری قوتیں نکلنے پر مجبور ہوں گی، اس کے بعد تمام افغانیوں کو ملک بیٹھ کر ملک کیلئے ایک نظام پر اتفاق کرنا چاہیے اور تمام طبقوں کو افغانستان کی آزادی کے لئے دی گئی لاکھوں افراد کی جانی شہادتوں اور لاکھوں مہاجرین کے دربدر ہونے کی قربانیوں کی لاج رکھنا ہوگا۔

ان حالات میں حکومت پاکستان کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے اور ذہن میں ملا عمر کے ان الفاظ کو دل سے رجوع کر کے افغانستان میں امن کی تلاش جاری رکھنا ضروری ہے:

- ☆ ہماری قدریں مشترک ہیں۔
- ☆ ہماری قومی سلامتی کے تقاضے ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔
- ☆ ہماری جدوجہد آزادی کی منزل ایک ہے۔

مولانا ابن الحسن عباسی *

کاروان جہاد کے ہزاروں شہداء کے مربی

استاد المجاہدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو نومبر جمعہ کے دن راولپنڈی میں شہید کر دیئے گئے، وہ اکوڑہ خٹک سے تحفظ ناموس رسالت کے جلسے میں شرکت کے لیے اسلام آباد آئے تھے، واپسی پر بحریہ ٹاؤن کے ایک گھر میں کچھ دیر آرام کرنے رکے، ڈرائیور کہیں باہر نکلا اور قاتلوں نے گھر میں گھس کر چاقو اور چھری کے وار کرکے پاکستان اور عالم اسلام کی اس بزرگ ہستی کو بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

کاروان جہاد کے ہزاروں شہیدوں کے مربی

وہ پاکستان میں جہاد افغانستان کی ایمان افروز داستانوں کی شناخت رکھنے والے کرداروں کے استاذ و مربی تھے، وہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سربراہ تھے، جہاں سے جہاد و عزیمت کیلئے اٹھنے والے قافلوں نے افغانستان کی وادیوں میں ایک لہو رنگ تاریخ مرتب کی......

مارچ 2018 کو وہ بیمار ہوئے، دل کا بڑا آپریشن تھا، وہ اسپتال میں داخل تھے، احقر نے اس وقت ''اکوڑہ خٹک کا چراغ ٹمٹمانے لگا'' ...... کے عنوان سیان پر مضمون لکھا، آپریشن کی رات وہ پورا مضمون ان کے صاحبزادے، ماہنامہ الحق کے مدیر برادر مکرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے انھیں سنایا اور مجھے یہ برقی پیغام بھیجا: ''السلام علیکم! برادرم، بہت شکریہ، جزاک اللہ خیرا، حضرت والد صاحب کو میں نے آپ کا مضمون تفصیل سے سنایا، انہوں نے بہت دعائیں آپ کو دیں اور خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں، دعاؤں میں بھی انہیں یاد رکھیں، کل آپ سے بات کروانے کی کوشش کروں گا۔ صحت مند ہونے کے بعد حضرت نے فون کیا، تفصیلی بات ہوئی، اور دعائیں دیں۔

قابل رشک زندگی اور قابل رشک موت

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں شہیدوں کے اس استاد و مربی کی قسمت میں شہادت کی سعادت لکھی تھی،

---

* مہتمم جامعہ تراث السلام، کراچی

وہ 83 سال کی عمر میں جمعے کے دن عصر کے بعد بوڑھے نحیف جسم پر بہنے والے مظلومانہ خون کیساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے ......زہے مقدر، زہے نصیب...... قابل رشک زندگی، اور قابل رشک موت۔

میرے خاک وخوں سے تو نے کیا یہ جہاں پیدا
صلہ شہید کیا ہے، تب وتاب جاودانہ

اب ذرا وہ مضمون پڑھیں جو ان کی حیات ہی میں لکھا گیا اور جنہیں پڑھ کر انہوں نے بیش بہا دعاؤں سے نوازا۔

اکوڑہ کا ٹمٹماتا چراغ

استاذ العلما حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا نام گرامی محتاج تعارف نہیں، وہ ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، ویسے تو وہ پاکستان میں ایک سیاسی اسلامی رہنماء کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کی ایک بڑی تعداد میں ان کی شناخت کا یہی حوالہ معروف ہے لیکن اس ناکارہ کے نزدیک ان کی شخصیت کا علمی حوالہ اس سے کہیں بلند ہے۔

دارالعلوم حقانیہ ایک عظیم دینی ادارہ

''دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک'' پاکستان ہی نہیں برصغیر پاک و ہند کا بڑا دینی ادارہ ہے، جہاں سے ہر سال دستار فضیلت حاصل کرنے والے فضلا کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہوتی ہے ملک وملت کے کئی ممتاز رہنما اسی ادارے کے فاضل اور تربیت یافتہ ہیں، جہادِ افغانستان کی صف اول کی قیادت یہیں کی خوشہ چین رہی، مولانا محمد نبی، مولانا یونس حقانی، پروفیسر سیاف اور مولانا جلال الدین حقانی، اسی چشمہ فیض سے وابستہ رہے اور'' دارالعلوم حقانیہ'' ہی کی نسبت سے خود کو حقانی کہتے رہے۔ پاکستان میں اسلامی سیاست کے صفِ اول کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی اسی ''دارالعلوم حقانیہ'' کے فاضل ہیں، انہوں نے علوم دینیہ کی تقریبا ساری تعلیم یہیں حاصل کی اور نو سال تک یہاں سے طالب علمانہ فیض اٹھاتے رہے۔

دارالعلوم حقانیہ کی ترقی میں مولانا سمیع الحق کا کردار

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قدس سرہ نے جس انداز سے اپنے عظیم والد کے بعد اس ادارے کو بڑھایا، سنوارا اور اس کے فیض کو عام کرنے کے لیے ممتاز محدثین اور اساتذہ کو جمع کر کے وہاں کے منصب درس و تدریس کی رونقوں کو نہ صرف یہ کہ بحال رکھا بلکہ اسے مزید جلا بخشی، یہ ان کے تدبر، فہم و

بصیرت، علمی ذوق، علمی میراث کے تحفظ اور اہل علم کی قدر دانی کا ایک نمونہ ہے، انہوں نے اس علمی ادارے کی آبیاری میں سیاسی پکڈنڈیوں کے پیچ وخم اور ذاتی پسند و ناپسند سے بالا ہو کر بڑی وسیع النظر فی کا مظاہرہ قائم رکھا، ان کی اسی مدبرانہ پالیسی اور مومنانہ صفات کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ آج بھی طالبان علوم نبوت اور اہل حق کے سیلِ رواں کا پاکستان میں سب سے بڑا مرجع ہے۔

میدان صحافت اسلامی کا ایک عظیم نام ماہنامہ الحق

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ایک بڑا کارنامہ ماہنامہ ''الحق'' کا اجرا ہے جو گزشتہ نصف صدی سے روشنی بکھیر رہا ہے، ''الحق'' نے ایوانوں اور بیابانوں میں حق کی صدا بلند کی اور عرصے تک ویران راستوں کے اندھیروں میں قندیلِ ایمانی بنا رہا، نہ جانے بھٹکے ہوئے کتنے مسافر اس سے درست سمتوں کی رہنمائی لیتے رہے!!

مولانا سمیع الحق کے ولولہ انگیز اداریے

''الحق'' کا جب بھی ذکر آتا ہے، مجھے فکر و خیال، عمر رواں کی تلخ وشیریں حقیقتوں سے آزاد کر کے بچپن کی حسین دنیا کی دل کشیوں میں لے جاتا ہے، دریائے اباسین کے ساتھ گاؤں کی مسجد، جہاں لکڑی کی سیاہ رنگ کی الماری کے اوپر ''الحق'' کی جلدیں پڑی رہتیں، انہیں اٹھاتا، عمر ابھی گیارہ بارہ برس ہی ہوگی، ان میں مولانا سمیع الحق صاحب کے ولولہ انگیز اداریے پڑھتا، ان کے قلم کی روانی وسلاست اور مدوجزر کی حلاوت آج تک محسوس ہورہی ہے، اس مسجد کے بورزہ پر بیٹھ کر خان بابا غازی کابلی کے مضامین پڑھے، مولانا شمس الحق افغانی کی تحریریں دیکھیں، مضطر عباسی، مولانا انظر شاہ کشمیری کی تحقیقات نظر سے گذریں، مولانا عبدالحق صاحب کے مواعظ و نصائح کا مطالعہ کیا اور مدینہ منورہ میں مقیم اپنے خاندان کے بزرگ مولانا عبدالغفور عباسی کی اصلاحی مجالس اور ملفوظات سے مستفید ہوا، جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے وہاں رہ کر قلم بند کیا، آزادی ہند کے رہنما حضرت مولانا عزیز گل صاحب، نابغہ روزگار محدث مولانا نصیر الدین غورغشتوی اور سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ و محدث مارتو نگ بابا سے تعارف ہوا یہی پر استاذ محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی وہ نظم پڑھی جو انہوں نے چاندنی رات میں دریائے کابل کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر احباب کو سنائی تھی، جس کا سرنامہ ہے:

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر

رخشاں ہے تیرے ماتھے پہ آزادی کی تنویر
اے وادی کشمیر ...... اے وادی کشمیر

''الحق'' معروف نقاد حسن عسکری مرحوم کی نظر میں

''الحق'' نے علمائے سرحد کی سوانح وحیات اور ان کے علمی کارناموں کے تعارف میں بھی مرکزی کردار ادا کیا اور علم و ہنر کے گنج ہائے گراں مایہ ''الحق'' ہی کے ذریعے متعارف ہوئے، '' الحق'' کے معیار کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اردو کے نامور ادیب اس پر بحث کر رہے تھے کہ اردو رسائل و جرائد میں سب سے عمدہ نثر کس رسالے کی ہے؟ اس مجلس میں پروفیسر حسن عسکری بھی تھے، سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اکوڑہ خٹک کا '' الحق'' سب سے بہترین نثر کا حامل رسالہ ہے۔

پختون وادی سے نکلنے والے اس مجلہ نے اہل زبان وادب میں اپنے معیار کی بناپر جس طرح حیران کن پذیرائی حاصل کی، اسی طرح مولانا سمیع الحق صاحب کا حیران کن کارنامہ مشاہیر کے خطوط و مکاتیب کا زیر نظر مجموعہ ہے، جو سات ضخیم جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہ اردو ادب کی تاریخ مکاتیب و خطوط کا خاتمہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کے علم اور اہل علم کی قدردانی کی حیران کن لازوال مثال ہے کہ انہوں نے معروف اور غیر معروف تمام حضرات کے خطوط اپنے پاس محفوظ رکھے، یہاں تک کہ اگر کسی نے انکو کسی تقریب کی دعوت دی ہے یا کسی تہوار اور خوشی پر مبارک باد دی ہے اسے بھی انہوں نے محفوظ رکھا...... یہ ان تاثرات کا ایک حصہ ہے جو کچھ عرصے قبل احقر نے مولانا سمیع الحق صاحب کے مرتب کردہ خطوط کے مجموعہ کیلئے لکھے تھے .... آج معلوم ہوا کہ مولانا بیمار ہیں، اور شفا خانہ میں داخل ہیں، وہ دل جو نصف صدی سے زیادہ عالم اسلام اور پاکستان کیلئے دھڑکتا رہا ...... شاید بہت تھک چکا ہے۔

مولانا سمیع الحق کی آخری آرزو

بستر علالت پر ان کی ایک آرزو یہ ہے کہ اپنے استاد مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے تفسیری افادات پر جو عظیم الشان علمی کام وہ کر رہے ہیں، اس کے بیس پارے کئی ہزار صفحات میں مکمل ہو چکے ہیں، بقیہ دس پاروں کا کام بھی مکمل ہو جائے! حقیقت یہ ہے کہ انہی کا قلم اس مستحق ہے کہ اپنے استاد و شیخ کے تفسیری نکات وافادات کو جمع کرے، دوسری آرزو اس عظیم الشان مسجد کی تکمیل ہے جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے احاطے میں زیر تعمیر ہے، اللہ تعالیٰ انکی دونوں آرزوں کو پورا فرمائے، ان کو صحت عطا فرمائے اور جلد عطا فرمائے، امین تمتع من شمیم عرار نجد فما بعد العشی من عرار

جناب حامد میر*

مولانا سمیع الحق شہید کے جنازے نے ان کی حقانیت کی شہادت دے دی ہے

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو بغداد میں لاکھوں افراد ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور اس جنازے کی شان دیکھ کر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرلیا۔

شہید مولانا سمیع الحق کے جنازہ ان کی حقانیت کا بین ثبوت

تین نومبر کو اکوڑہ خٹک میں مولانا سمیع الحق صاحب کے جنازے میں شریک متعدد علماء نے مجھے امام احمد بن حنبلؒ کا قول یاد دلایا اور کہا کہ یہ جنازہ دیکھ لیں اور مولانا سمیع الحق کی حقانیت کا فیصلہ کر لیں۔ اس بہت بڑے جنازے میں شریک اکثر لوگوں کو مولانا سمیع الحق کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ ایک عالم دین کو اس دنیا سے رخصت کرنے آئے تھے جسے جمعہ کے دن عصر کے وقت شہید کیا گیا۔

توہین رسالتؐ پر مولانا شہیدؒ کی بے چینی

شہید کرنے والوں نے ایک ایسے وقت کا انتخاب کیا جب پورے ملک میں توہین رسالتؐ کے مسئلے پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی اور خود مولانا سمیع الحق بھی شہادت سے کچھ دیر پہلے اپنی زندگی کی آخری تقریر میں اس مسئلے پر بہت بے چین نظر آئے لیکن ان کا جنازہ بے چینی میں اضافے کے بجائے بے چینی ختم کرنے کا ذریعہ بنا۔ مولانا صاحب کی شہادت پر طرح طرح کے تبصرے کئے گئے۔ کسی نے کہا ''فادر آف طالبان'' دنیا سے چلے گئے۔ کسی نے کہا کہ ان کا دینی مدرسہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ''نرسری آف جہاد'' تھی اور کچھ خواتین و حضرات کو یہ بھی اچھا نہ لگا کہ مولانا صاحب کو شہید کیوں کہا جا رہا ہے اور یہی وہ انتہا پسندانہ رویہ ہے جو روز بروز ہمیں تقسیم کرتا جا رہا ہے۔

---

* معروف صحافی و تجزیہ نگار

مولانا سمیع الحق ایک وسیع النظر شخصیت

میں جس مولانا سمیع الحق کو جانتا ہوں وہ ہمیشہ مسکرا کر اختلاف رائے برداشت کرنے والے انسان تھے۔ میری ان کے ساتھ پہلی ملاقات 1988 میں روزنامہ جنگ لاہور کے ایک سینئر ساتھی جاوید جمال ڈسکوی مرحوم کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اس زمانے میں مولانا سمیع الحق کو جنرل ضیا الحق کا اتحادی سمجھا جاتا تھا اور میں اس زمانے کی فوجی حکومت کا شدید مخالف تھا لیکن اس کے باوجود مولانا کے ساتھ ایک ایسا ذاتی تعلق قائم ہوگیا جو ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک قائم رہا اور مجھے یہ اعتراف ہے کہ اس تعلق کو نبھانے میں مولانا صاحب کا کردار زیادہ تھا۔ وہ ہر مشکل وقت میں میرے بلائے بغیر خود ہی میرے ساتھ آ کھڑے ہوتے اور پھر میری وجہ سے جس دباؤ کا سامنا کرتے اس کا کبھی ذکر تک نہ کرتے۔

مولانا سمیع الحقؒ کی اصل دلچسپی تصنیف وتالیف

کچھ سالوں سے مولانا سمیع الحقؒ کی زیادہ توجہ تصنیف و تالیف اور تحقیق کی طرف تھی۔ 2015 میں انہوں نے دس جلدوں میں خطبات مشاہیر کو شائع کیا جس میں منبر حقانیہ سے کئے گئے اہم شخصیات کے بیانات اور الحق میں شائع ہونے والے مضامین کو موضوعات کی ترتیب سے اکٹھا کر دیا گیا۔ خطباتِ مشاہیر کی جلد اول میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم قاری محمد طیب قاسمی کی ایک تقریر شامل کی ہے جس میں دین اور شعائر دین کا احترام بیان کیا گیا اور کہا گیا کہ علما کو ایک دوسرے کی بے ادبی اور تذلیل نہیں کرنا چاہئے۔ کئی معاملات میں امام شافعی نے امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا لیکن کہیں بھی بے ادبی کا شائبہ نہیں آنے دیا۔ ایک دفعہ مولانا قاسم نانوتوی نے دہلی کی لال کنویں والی مسجد کے امام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی کیونکہ ان کی قرات بہت اچھی تھی۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے نانوتوی صاحب کو بتایا کہ وہ امام تو آپ کی تکفیر کرتا ہے لیکن نانوتوی صاحب اگلی صبح اپنے شاگردوں کے ہمراہ نماز پڑھنے لال کنویں والی مسجد جا پہنچے۔ نماز ختم ہوئی اور مسجد کے امام کو پتہ چلا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا محمود الحسن بھی شامل تھے تو بڑا شرمندہ ہوا اور ان سے مصافحہ کر کے شرمندگی کا اظہار کرنے لگا۔ نانوتوی صاحب نے اس کی وہ غلط فہمی دور کی جس کی وجہ سے وہ ان کی تکفیر کرتا تھا اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی توہین پر تکفیر واجب ہے لیکن توہین کی درست تحقیق بھی واجب ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب کی ڈائری ایک اہم تاریخی دستاویز

مولانا سمیع الحق صاحب نے 2016 میں اپنی ڈائری شائع کی تھی۔ یہ ڈائری ان صاحبان کو ضرور پڑھ لینی چاہئے جو مولانا کو فادر آف طالبان کہتے ہیں۔ مولانا کے والد محترم مولانا عبدالحق صاحب نے ایک درویش حاجی صاحب ترنگزئی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ خان عبدالغفار خان (باچا خان) بھی ترنگزئی صاحب کے پیروکار تھے اور مولانا سمیع الحق نے اپنی ڈائری میں باچا خان کے ساتھ ہونے والی وہ گفتگو شامل کی ہے جو 1958 میں حاجی صاحب ترنگزئی کی مسلح تحریک کے بارے میں ہوئی جس کا مقصد برصغیر سے انگریزوں کو بھگانا تھا۔ اس ڈائری میں کہیں ولی خان کی دارالعلوم حقانیہ میں آمد کا ذکر ہے کہیں اجمل خٹک کی باتیں ہیں، کہیں ہری پور جیل میں مولانا مفتی محمود کے ساتھ گزرے ایام اسیری کی یادیں ہیں کہیں لاہور میں داتا گنج بخش کے مزار پر فاتحہ خوانی اور مولانا بہا الحق قاسمی سے ملاقاتوں کا ذکر ہے۔ اس ڈائری میں امام احمد بن حنبل کی شان میں اشعار بھی نظر آتے ہیں اور میر پور (بنگلہ دیش) میں حضرت شاہ علی بغدادی کے مزار کی زیارت کا بھی ذکر ہے۔ مولانا صاحب نے افغان طالبان کے بارے میں ایک کتاب انگریزی میں بھی شائع کی اور بتایا کہ بہت سے افغان طالبان ان کے مدرسے کے سابق طلبہ ہیں لیکن وہ اپنے مدرسے کے پاکستانی طلبہ کو افغانستان لڑنے کے لئے نہیں بھیجتے۔

مولانا سمیع الحق کا سب سے بڑا کارنامہ

مولانا سمیع الحق کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے آئین کے اندر رہ کر جمہوری جدوجہد کی تلقین کی۔ وہ پاکستانی ریاست کے خلاف شورش اور مسلح جدوجہد کے قائل نہ تھے۔ مولانا نے اپنے ایک شاگرد محمد اسرار مدنی کے ذریعہ انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ کی شائع کردہ کتاب کا اردو ترجمہ ''جدید فقہی فیصلے'' کے نام سے شائع کرایا اور اس کا دیباچہ لکھا جس میں اس کتاب کو تمام دینی مدارس کے نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا۔ اس کتاب میں جدید دور کے اہم مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ مولانا کا دیباچہ ان کے خلوص اور اسلام سے ان کی گہری وابستگی کا آئینہ دار ہے اور ان کا یہی خلوص تھا جو مجھ جیسے دنیا دار اور گناہ گار انسان کو ان کے جنازے میں لے گیا، وہ جنازہ جس نے امام احمد بن حنبل کے اس قول کو سچا ثابت کیا کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے۔

ضبط وترتیب: صاحبزادہ خذیمہ سمیع

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید ناموس رسالت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی زندگی کا آخری بیان

یکم نومبر ۲۰۱۸ء کو شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ چارسدہ تشریف لے گئے جہاں انہوں نے حقانیہ کے روحانی فرزند مولانا محمد کاشف حقانی شہید کی شہادت پر علماء، طلباء اور عوام الناس سے اپنی زندگی کا آخری خطاب فرمایا، اس بیان کو یہاں قارئین الحق کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرۃ:۱۵٤) وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:۷۳) وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (الانفال:۳۹) امابعد

میرے انتہائی قابل احترام معزز طلبہ کرام اور میرے چھوٹے بڑے بھائیو اور علمائے کرام! آپ نے الحمدللہ کافی دیر سے علمائے کرام کے بیانات سن لئے ہیں، ہم سب ایک اہم مقصد کیلئے یہاں جمع ہیں کہ ایک مجاہد نے اللہ کے راستے میں اپنی جان دے دی اور شہادت کے درجہ میں اللہ نے اُنہیں فائز فرمایا، ہم اس شہید کے ساتھ محبت اور عقیدت کے اظہار کیلئے یہاں آئے ہیں، میں ابھی سفر میں ہوں اور سفر کے قابل نہیں ہوں، بیمار ہوں اور میری صحت بھی خراب ہے اور بہت عرصے سے میں نے لمبے اسفار کو معطل کر رکھا ہے۔

مولانا کاشف شہیدؒ کی اپنے اساتذہ سے والہانہ محبت

لیکن میرے ان بچوں اور بھائیوں اور مولانا مطیع اللہ صاحب اور ان تمام حضرات کا یہ اصرار تھا اور ان کا مجھ پر یہ حق بھی تھا کہ مولانا محمد کاشف شہیدؒ جو ہمارے ساتھ دارالعلوم حقانیہ میں طالب علم تھے اور دارالعلوم میں جب پچھلے سال دستار بندی کے آخر میں انہوں نے ایسے اشعار پڑھے کہ اس میں ہر ہر استاد کا نام لیا اور ہر استاد کی تمام صفات بھی بیان کیں۔وہ ایسی محبت کے جذبے سے سرشار تھے مگر پھر وہ

جلدی چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دربار میں بلالیا اور شہادت کا ایک عظیم درجہ دے دیا۔

مولانا کاشف شہیدؒ کی شہادت حقانیہ کے لئے باعث افتخار

میں ضروری سمجھتا تھا کہ اپنے اس شہید بچے کی تعزیت کے لئے کم از کم حاضر تو ہو جاؤں اور یہ میں اپنے اوپر حق سمجھتا تھا اور حقانیہ کے بچے حقانیہ کے لئے فخر کا ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑا کام لیا اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے باطل کے دو بڑی بڑی طاقتوں روس اور امریکہ کو ملیا میٹ کیا، ان نوجوانوں اوران بچوں سے اللہ تعالیٰ نے بڑا کام لیا ہے، اپنے وقت کے قیصر وکسری کو تہس نہس کردیا، اللہ تعالیٰ اس شہید محمد کاشف کے درجے بلند فرمائے، اس کے خاندان والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اوراس کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور تمام کے تمام کو یہ شہادت خیروبرکت کا باعث بنائے (امین) اور اسی شہادت پر انہیں مبارکباد دینی چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مردے ہوگئے بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں معلوم نہیں اور تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھتے اور ان شہیدوں کی زندگی سے تمام امت زندہ ہے، تمام کفار اس بات پر جمع ومتفق ہیں کہ ہم مسلمانوں سے جہاد کا جذبہ ختم کریں اور یہ بھی واضح ہے کہ کفار ہماری نمازوں، روزوں، حجوں اور خیرات وزکوۃ سے پریشان نہیں بلکہ کفار اس بات پر موت مرتے ہیں کہ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ کیوں ہے؟

جہاد کے خاتمے کے لئے اغیار کی کوششیں

اغیار کہتے ہیں کہ اگر ان میں یہ جذبہ نہ ہوتا تو ہم تمام مسلمانوں کو غلام بنا سکتے تھے اور پورا عالم اسلام غیروں کے ہاتھ میں ہوتا، لیکن ان ننھے منھے مولویوں اور طلبہ کرام اور مجاہدوں میں جذبہ شہادت موجود ہے اور یہ لوگ آج کیوں قادیانیوں کی رہنمائی کیلئے کھڑے ہیں اوران کے ساتھ اورکون سی محبت ہے تمام دنیا متفق ہوگئی ہے اور وہ قادیانیوں کا دفاع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر آپ ناراض نہیں ہوں گے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اغیار نے جہاد کے خاتمے کیلئے اس خبیث کو کھڑا کردیا تھا، قادیانیوں کے پیغمبر نے جو دعویٰ نبوت کیا تھا تو وہ اس نے انگریزوں کے مشورہ پر کیا تھا اور انگلینڈ میں وہ کاغذات اور ثبوت موجود ہیں کہ انگریز کہتے تھے کہ ان مسلمانوں کا کیا علاج کریں کہ ہم ان کو ہمیشہ کیلئے ختم کریں اور ان کو غلام بنالیں؟ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں ایک جھوٹے پیغمبر کو کھڑا کردیں، تو اس مقصد کیلئے قادیان میں مرزا غلام قادیانی کو پیدا کیا جس کے خلاف ہم نے بھرپور کوشش کی تھی اور انکے جھوٹے ہونے پر بڑے دلائل وثبوت جمع کئے تھے اور پھر ہم نے اسمبلیوں میں پیش کئے تھے، جس کے ذریعے وہ غیر مسلم قرار پائے تو وہ کئی کئی دنوں کے کانفرنسوں میں اس نتیجہ پر

پہنچ گئے تھے کہ ان میں ایک جعلی پیغمبر کی ضرورت ہے جو جہاد کے خلاف بات کرے تو انہوں نے اس دجال کو پیدا کیا اور وہ آ گئے اور کہنے لگے کہ جہاد ختم ہے اور خود نماز، روزے رکھتے تھے اور لنگی اور پگڑی بھی باندھتے تھے اور اپنے چہرے پر محراب بنائے ہوئے تھے تو ان دجالوں کا مقصد یہ تھا کہ پہلے لوگوں میں عقیدت پیدا ہو جائے اور پھر بعد میں کہے کہ جہاد ختم ہے تو مغرب ابھی تک قادیانیوں کے سروں پر کھڑا ہے کیونکہ تمام امت جہاد کے ذریعہ زندہ ہے اور وہ جہاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے ذریعے ہمارا بڑا کام ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جذبہ جہاد کو جاری وساری فرمائے، امین

جہاد کے خاتمے میں مسلم حکمران اغیار کے ساتھ

میرا اندازہ ہے کہ آپ میں اکثر لوگوں کا تعلق جہاد سے ہے اور جہاد ہی مسلمانوں کی بقاء کا ذریعہ ہے اور یہ کفار تمام کے تمام ایک ہی نقطہ پر جمع ہیں کہ جذبہ جہاد کو کسی طرح ختم کیا جائے اور مدرسے اور خانقاہیں بند کی جائیں کیونکہ اس میں قرآن وحدیث کی باتیں ہو رہی ہیں اور ہمارے بدبخت حکمران انکے ساتھی ہیں اور ہر دور میں ہمارے حکمراں اغیار کے ساتھ کھڑے ہیں اور یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ تمام باتیں سن لیں کہ حکمرانوں نے غیرت سے کام نہیں لیا، جج بھی ان کے ساتھی ہیں، جرنیل بھی ان کے ساتھی ہیں اور حکمران بھی امریکہ سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمیں حکومت سے نکالیں گے تو ان سے ہماری یہ توقع نہیں کہ وہ اس امت مسلمہ کو بچا سکے بلکہ آپ جیسے لوگوں سے اللہ کام لیتا ہے اور ان شاء اللہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننگ وناموس کا جھنڈا ہمیشہ بلند رہے گا اور ختم نبوت کا تاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ہی ہوگا، آپ بیدار رہیں اور مضبوط رہیں تو یہ دین باقی رہے گا، میری ہمت نہیں کہ زیادہ تقریر کرسکوں اور آپ نے بہت سے علماء سے بیانات سنے بھی ہیں لیکن میرا مقصد صرف یہ تھا کہ آپکے ساتھ اس مجلس میں شرکت کروں اور یہ بہت مبارک مجلس ہے، ہم سب اللہ کی رضا کیلئے آئے ہوئے ہیں اور ہم سب پر رحمت کے فرشتے عرش تک اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں، تو میری بھی یہ خواہش تھی کہ طلباء وعلماء اور شہداء کرام وغیرہ کی اس مجلس میں مَیں بھی شریک ہو جاؤں اور میری بچپن سے ہشتنگر سے بہت زیادہ محبت ہے اور میرے والد صاحب شیخ الحدیث صاحبؒ کے عمرزئی، ترنگزئی وغیرہ میں تمام شاگرد ہیں اور میں یہاں پہلے بہت زیادہ آتا تھا اور ابھی چند سالوں سے بالکل نہیں آیا لیکن مطیع اللہ صاحب اور عتیق الرحمٰن صاحب وغیرہ کا اصرار بھی تھا اور میری بھی یہی خواہش تھی کہ آپ کیساتھ ملاقات ہو جائے اور ان شاء اللہ پھر آؤں گا اور تفصیل کیساتھ ملاقات ہوگی۔(آخر میں حضرت شیخ شہیدؒ نے رقت انگیز دعا فرمائی)

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی
استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سوانح حیات قائد جمعیت، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

مضت الدھور وما أتین بمثلھم　　　ولقد أتی فعجزن عن نظرأہ

دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کے سربراہ، جمعیت علماء اسلام (س) کے امیر، دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، ملک میں شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے پارلیمنٹ میں سب سے طویل عرصہ تک جنگ لڑنے والے سابقہ سینٹر، درجنوں کتابوں کے مصنف، عظیم سکالر، عالم اسلام کے معروف ہر دلعزیز رہنما، ماہنامہ الحق کے بانی ومؤسس، ایڈیٹر اور مغرب میں فادر آف طالبان کے نام سے مشہور، عظیم شخصیت احقر (عرفان الحق) کے تایا جان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو بروز جمعہ 2 نومبر 2018ء بعداز مغرب 6 بجے ان کے مکان واقع بحریہ ٹاؤن راولپنڈی میں خنجروں کے ذریعے درجنوں وار کر کے بڑی بے دردی سے شہید کردیا گیا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

اس واقعہ کی اطلاع احقر اور برادر مکرم مولانا حامد الحق کو 6:40 پر ان کے سیکرٹری نے موبائیل پر اس وقت دی جب ہم آسیہ ملعونہ کے خلاف جہانگیرہ میں منعقدہ احتجاجی مظاہرہ سے واپس ہورہے تھے۔ اس قیامت خیز خبر سے ایسا محسوس ہوا جیسے سروں پر آسمان ٹوٹ گیا ہو اور زمین پاؤں کے نیچے سے بالکل سرک گئی ہو، اطلاع ملتے ہی ہم فوراً روانہ ہوچلے، راولپنڈی پہنچے تو سفاری ویلاز ہسپتال کے باہر مولانا صاحب کے سینکڑوں عقیدت مند کھڑے تھے، مولانا صاحبؒ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا؟ وہ تو ملک وملت کے حد درجہ خیرخواہ شخصیت تھے، جس ظالم نے بھی یہ کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ مولانا احمد شاہ (معاون مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ) ایک جگہ نڈھال پڑے تھے، میں نے کہا کہ آپ انہیں اکیلا چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں حضرت کے حکم سے سودا سلف لینے کار چوک تک گیا اور پیچھے یہ گھناونی واردات ہوچلی۔ درجنوں علماء ومقامی سیاسی زعماء تعزیت کے ساتھ ساتھ حوصلہ بھی دلا رہے تھے۔

تایا جان کو ہم اہل خاندان چھوٹے اباجی کے شیریں نام سے پکارتے تھے، ان کی جسد سے سفید چادر ہٹائی تو دل چیرنے والی کیفیت کا سامنا کرنا پڑا، حضرت کا چہرہ مبارک، داڑھی، سینہ، کندھے خون سے لت پت تھے۔ فوراً ان کے ماتھے اور ہونٹوں کا بوسہ لیا، 61 برس تک قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ

وسلم کے زمزمے بلند کرنے والے ہونٹ اب بالکل خاموش تھے، یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ سینہ جو اسلامی علوم وفنون، حدیث مبارکہ اور قرآن پاک کے علوم کا گنجینہ تھا، اس پر کوئی اس بے دردی سے وار کرسکتا ہے؟ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور چیخ چیخ کر رونا شروع کیا، چند ہی لمحوں میں بد بخت شقی القلب لوگوں نے ان کے سینہ، کندھوں اور چہرے وسر پر بیشمار وار کئے تھے۔ مزید حوصلہ دیکھنے کا نہ رہا تو فوراً کپڑے سے حضرت کے جسد کو ڈھانپ دیا۔ مولانا قاری فضل ربی (مہتمم مدرسہ گلستان جوہر) نے بڑھ کر تسلی دینے کی کوشش کی، پھر مولانا عبدالمجید ہزاروی (جامعہ فرقانیہ والے) نے صبر کی تلقین فرمائی، ناظم وفاق المدارس پنجاب مولانا عبدالرشید ، مولانا عبدالغفور حیدری، فرزند مردحر جنرل حمید گل عبداللہ گل صاحب نے حالات کا مقابلہ کرنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آج میں دوبارہ یتیم ہو چلا۔

پولیس کے اعلیٰ حکام، حضرت کے پوسٹ مارٹم کروانا چاہ رہے تھے، میں نے اور مولانا حامد الحق ودیگر برادران نے باہمی اتفاق سے شرعی نقطہ نظر کے بنیاد پر پوسٹ مارٹم سے معذرت کی، لیکن وہ بضد تھے کہ یہ ضروری ہے میں نے جذباتی ہوکر کہا کہ کتنے پوسٹ مارٹموں سے مجرموں تک آج تک رسائی ہوسکی؟ اس ملک میں تو صدر اور وزیر اعظم جیسے لوگوں کے قاتل بھی نامعلوم ٹھہرے۔ بڑی لے دے کے بعد وہ مولانا حامد الحق کیساتھ مشاورت کرنے لگے۔ جبکہ میں حضرت کے مکان اور کمرہ واردات دیکھنے کیلئے مولانا احمد شاہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا، جہاں تفتیشی ٹیمیں اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھیں، دیکھا تو چارپائی کے چادر پر خون پڑا تھا، نیچے دائیں جانب زمین پر جما ہوا خون بھی نمایاں نظر آرہا تھا، یہ سب کچھ نہ جانے کس طرح سے دیکھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ پریشانی کے عالم میں احقر کبھی اوپر حضرت کے کمرے اور کبھی سیڑھیوں سے اتر کر مکان کے نچلے حصہ کو دیکھتا رہا کہ نہ جانے یہ ملک وملت کا دشمن کس طرف سے داخل ہوکر شقاوت کے مظاہرے کرنے میں مصروف ہوا؟ نہ جانے حضرت نے دفاعانہ کوشش میں کیا نصیحت کی ہوگی؟ ان کیلئے تو موت اور حیات دونوں یکساں تھے، بلکہ موت وصال حبیب کا ذریعہ تھا۔ ہم جیسے ناتوانوں کیلئے ان کی حیات دنیاوی میں بے فکری کا سامان تھا، یہ تصور وسوچ بھی ہمارے لئے محال ہوجاتا تھا کہ حضرتؒ نہ ہونگے ہم تو زبان حال سے کہتے تھے کہ ع تیری عمر ہو سو برس اور ہر روز ہو ہزار سال

ہم نے آپؒ کو اخلاق عالیہ میں بالکل یوں پایا، جیسے کہ اکابرین واسلاف کے متعلق کتابوں میں مذکور ہیں۔ بڑے بڑے مناصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی ذات میں تکبر کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ شفقت واصاغر نوازی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ چھوٹے سے چھوٹے طالب علم کے ساتھ بھی توجہ اور بات چیت میں ایسے پیش آتے، جیسے ایک بڑا ان کے سامنے ہو۔

ابھی دو تین ہفتوں کی بات ہے کہ گورنر خیبر پختونخواہ (شاہ فرمان صاحب) نے حقانیہ آرہا تھا تو اس موقع پر مولانا صاحب دفتر اہتمام میں تشریف فرما تھے اور مہمانوں کو ساتھ والے دفترِ مہتمم میں بٹایا جانا تھا۔ سرکاری پروٹوکول کے لوگوں اور ہمارے اپنے ساتھیوں نے آکر اطلاع دی کہ چند لمحوں میں گورنر صاحب پہنچ آئیں گے، مولانا صاحبؒ اس وقت چند طالب علموں کے ساتھ محو گفتگو تھے، آپ نے اطلاع دینے والے کو کہا کہ اچھا آرہا ہوں، پھر تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا دفتری اہلکار آیا کہ آپ دوسرے دفتر آجائیں گورنر مدرسہ میں داخل ہوگئے اس پر آپ نے فرمایا کہ ظالموں کچھ لمحوں کیلئے طالب علموں کے ساتھ نہیں چھوڑتے ہو؟ اور پھر ان کے ساتھ مصروف ہوگئے، یہ ان کے دل میں طالب علم کے عظیم مقام کا احساس تھا، کہ حکمران وقت کے بجائے دلی توجہ ان کی طرف مبذول رہی۔ طالب علم کی ہر قسم کی ضرورت کا احساس انہیں ہمہ وقت دامن گیر رہتا۔ جب بھی ان کو کسی معاملہ میں شکایت ہوتی تو ان تک رسائی ایسی ہی آسان تھی جسے اپنے ہم درس ساتھی سے بلا تکلف ہر بات کہنا آسان ہو اور اس کے ازالہ میں لمحوں کا توقف بھی نہ برتتے، بلکہ اسی وقت متعلقہ شعبوں میں احکامات جاری کرکے تنفیذ کی نگرانی بھی کرتے تھے۔

نہ جانے ہم ان کی کس کس ادا کو یاد کر کے روئیں گے؟ بے نفسی وخاکساری آپ کو میراث میں اپنے والد بزرگوار سے ملی تھی، جب کوئی احادیث کی اجازت لینے کا کہتا تو آپ فرماتے کہ بڑے بڑے شیوخ موجود ہیں ہم تو اس کے اہل نہیں ہیں، کوئی اصرار کرتا تو پھر اجازت دیتے ہوئے فرماتے کہ ہم تو بیچ میں صرف ذرائع ہیں اکابر کے شرائط پر اجازت دے رہا ہوں۔ اب تو کچھ عرصہ سے عرب وعجم اور مغرب و بلاد بعیدہ سے نئے مواصلات آئی، ایم او، واٹس ایپ، مسینجر وغیرہ سے بہت سارے حضرات اجازت کے طلبگار رہتے، جن کی درخواست احقر حضرت تک پہنچاتا۔ مولانا صاحب مجھ سے تحقیق کرتے اگر پھر فارغ التحصیل ہوتا تو پھر اجازت سے مشرف فرماتے۔

گھر میں یا باہر جب بھی دعا کا موقع ہوتا تو خود دعا نہیں کرواتے بلکہ کسی دوسرے استاد کو کہتے کہ آپ دعا کیجئے! ہم آمین کہیں گے، گھر میں کوئی اجتماع یا دعوت وغیرہ ہوتی تو احقر کو جہیر الصوت ہونے کے بنیاد پر فرماتے کہ عرفان! اجتماعی دعا کراؤ۔ حلم اور برد باری کے آپ خوگر تھے، آپؒ کا بڑا سے بڑا سیاسی اور ذاتی دشمن بھی سامنے آتا تو آپؒ ان سے کبھی بھی حرف شکایت منہ پر نہ لاتے تھے، کشادہ پیشانی سے ایسے ملتے جیسے وہ قریبی دوست ہو۔

افسوس! وہ عظیم مدبر، وہ بے مثل سیاست داں، وہ دردمند رہنما، ایمانی حرارت سے لبریز انسان ہم میں نہیں رہا۔ حضرت کی لاش کو رات کے گیارہ بجے بحریہ ٹاؤن کے ہسپتال سے ایمبولینس کے ذریعہ

اکوڑہ خٹک روانہ کیا گیا۔ احقر کے علاوہ مولانا حامد الحق، مولانا شاہ ولی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولایا یوسف شاہ ساتھ تھے، سارے راستہ میں نظروں کے سامنے حضرتؒ حضرت کی زندگی کا فلم گردش کرتا رہا۔

ہائے افسوس! ہم اس گنج گرانمایہ سے محروم ہو چلے، تقریباً ایک بجے اکوڑہ پہنچے تو ہزاروں طلباء علماء اور عوام الناس اپنے فقید المثال علمی وروحانی باپ کے استقبال کے لئے سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر رو رہے تھے، حسب پروگرام حضرت کو پہلے مولانا راشد الحق کے مکان میں لیجایا گیا، جہاں انہیں غسل دیا گیا اس عمل میں احقر کے ساتھ چاروں فرزندان (مولانا حامد الحق، مولانا راشد الحق، مولانا اسامہ، مولانا خزیمہ) برادران مولانا انوار الحق، پروفیسر محمود الحق، میرے برادر خورد ڈاکٹر حسیب الحق، عم زاد ڈاکٹر عثمان حقانی، مولانا لقمان الحق، عبدالرب صاحب وغیرہ شامل تھے۔

غسل سے قبل حضرت کے بدن پر لگنے والے درجنوں زخموں میں سے اکثر کو ٹانکے لگانے کی ذمہ داری برادرم حسیب الحق وعثمان حقانی نے نبھائی، حضرت کے چہرے کو روئی کی مدد سے خون صاف کرنے کی دیر تھی کہ ادھر حضرت کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح چمکنا شروع ہوا۔ تقریباً تین بجے حضرت کی لاش کو گھر لایا گیا۔ صبح 11 بجے طلباء وعلماء اور عوام الناس کی زیارت کے لئے جسد مبارک کو نئی زیر تعمیر مسجد کے ہال میں رکھا گیا، جہاں جوق در جوق دیدار کا سلسلہ چلتا رہا۔

نماز جنازہ سے قبل دارالعلوم اور گرد وجوار میں ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس کا سمندر اُمڈ آیا، جنازہ کیلئے اکوڑہ خٹک کے خوشحال خان خٹک کالج وٹیکنیکل کالج کے وسیع احاطے مختص کئے گئے، لیکن وہ کم پڑ جانے کی وجہ سے لاکھوں افراد باہر سڑک اور کھیتوں میں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ برادرم مولانا حامد الحق نے جنازہ پڑھایا اور پھر ہزاروں لوگوں کی آہ وسسکیوں میں انہیں اپنے عظیم والد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے جوار میں سپرد خاک کردیا گیا، مولانا صاحب موصوف کے تفصیلی حالات یوں ہیں:

نام ونسب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق (دامت برکاتہم) بن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بن الحاج مولانا محمد معروف گلؒ بن حضرت الحاج میر آفتابؒ بن حضرت مولانا عبدالحمیدؒ۔

تاریخ پیدائش: 30 ستمبر 1936ء کو اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم گھر میں اپنے والد صاحب سے حاصل کی اور پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے قائم کردہ انجمن تعلیم القرآن اسلامیہ پرائمری سکول میں پرائمری کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم: ابتدائی درجات سے لے کر دورہ حدیث تک کے کتب آپ نے اپنے والد کے قائم فرمودہ گلشن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جامعہ حقانیہ میں پڑھیں۔

فراغت : دارالعلوم حقانیہ ہی سے 1959ء میں دورہ حدیث پڑھ کر اعلی علوم کی سند فراغت حاصل کی، دستار بندی کے متعلق آپ خود لکھتے ہیں:

سالانہ جلسہ میں اکابرین کے دست مبارک سے دستار بندی:

23 اپریل 1960ء: مولانا خیر محمدؒ صاحب (مہتمم مدرسہ خیرالمدارس ملتان) جلسہ میں شرکت کے لئے بعد ازنماز مغرب سندھ ایکسپریس سے پہنچے۔

24اپریل: صبح خیبرمیل سے مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ تشریف لائے، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ بوجہ ناگہانی علالت تشریف نہ لاسکے، بعد از نماز ظہر جلسہ دستار بندی کا آغاز ہوا۔

دورہ تفسیر: 1378ھ میں الامام الکبیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ(بانی ادارہ خدام الدین لاہور) سے دورہ تفسیر پڑھی اور اعلی نمبرات میں سند حاصل کی۔

اعزازی سندات: دارالعلوم دیوبند، مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں آپ کو مشائخ وقت کی طرف سے اعزازی سندات عطا ہوئیں جن میں شیخ الحدیث مولانا فخر الدینؒ (دارالعلوم دیوبند)، شیخ حرم الشیخ علوی مالکیؒ (مکہ مکرمہ)، الشیخ بدر عالم میرٹھی (مہاجر مدینہ منورہ) اور شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ، مولانا قاری محمد طیب (دیوبند)، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دارالعلوم میں تقرری: بحیثیت مدرس دارالعلوم حقانیہ میں تقرر 25ربیع الاوّل 1379ھ کو ہوا۔ 1960ء سے لے کر اب تک جامعہ حقانیہ میں درس نظامی کے ابتدائی درجات سے دورہ حدیث تک اکثر کتب کی تدریس کر چکے ہیں اور اب بھی حدیث کی اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے۔ ابتدائی مشاہرہ 50 روپیہ تھا۔ ذی الحجہ 1416ھ کو آخری مشاہرہ 2690 تھا، اسکے بعد سے تمام خدمات حسبۃً للہ انجام دے رہے تھے۔

بیعت و ارشاد : جمعہ 14 مارچ 1958ء الموافق 22 شعبان 1377ھ مدینہ منورہ کے مشہور شیخ عالم اور مہاجر رہنماو مرشد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنیؒ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے ان سے بیعت کی۔ حضرت عباسیؒ نے آپ کو" اللھم نور بالعلم قلبی واستعمل بطاعتك بدنی وبارك وسلم علیہ اور یااللہ ' یا سلام' یا قوی" کا بعدد اہل البدر (313 مرتبہ) ورد کرنے کا فرمایا تھا۔ اس سے قبل لاہور میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ حضرت مولانا عبدالمالک نقشبندیؒ اجلہ تصوف سے بھی بیعت اور استفادہ کی سعادت ملی۔

دارالعلوم حقانیہ کی مسجد میں پہلے جمعہ کی امامت

دارالعلوم کے ابتدائی دور جو حضرت جدی المکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا اہتمام کے

زرین دور تھا۔اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت شہید رحمہ اللہ کو اپنے عظیم والد کے دست راست بن کر بھرپور معاونت کی توفیق سے نوازے رکھا، حضرت دادا جان کی زندگی ہی میں ان کی غیرموجودگی میں جملہ امور کی کفالت آپ کے ذمہ تھی، جیسے ڈائری میں ذیل کا واقعہ مذکور ہے۔

28جون1963ء: دارالعلوم کی زیرتعمیر جامع مسجد (سابقہ مسجد جو اب شہید ہوگئی ہے) میں پہلی بار نماز جمعہ پڑھی گئی، خطبہ اور امامت وتقریر کی سعادت (بوجہ عدم موجودگی والد ماجد رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو دی، تقریر ذات خداوندی کے موضوع پر ہوئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ بھرا ہوا تھا۔(مولانا سمیع الحق کی ڈائری)

ماہنامہ الحق کا اجراء: آپ نے 1965ء میں دارالعلوم سے ماہنامہ ''الحق'' کے نام سے ایک علمی رسالہ جاری کیا، اسے ملک و بیرون ملک جو قبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے وہ بے حد قابل رشک ہے، برصغیر کے اہل علم وقلم، ارباب فکرو دانش، علماء وصلحا اور معاصر مجلات ورسائل نے ''الحق'' کا پرتپاک خیرمقدم کیا، الحق نے اپنی 53 سالہ زندگی میں علم وفن، ادب وتہذیب، اسلام کی اشاعت اور فرق باطلہ کے تعاقب وغیرہم ہر محاذ میں موثر کردار ادا کیا ہے۔

موتمر المصنفین کا قیام: آپ دارالعلوم میں اسلامی تحقیق وریسرچ کے اہم شعبہ مؤتمر المصنفین کے بانی اور صدر ہیں، موتمر المصنفین سے اب تک بیسوں موضوعات پر سینکڑوں کتب شائع ہوچکی ہیں اور تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

ماڈرن ازم کا تعاقب: ایوب خان کے دور میں تجدد اور ماڈرن ازم کے داعی ڈاکٹر فضل الرحمان کے فتنے کا بھرپور تعاقب کیا۔ماہنامہ ''الحق'' میں ماڈرن ازم کے تعاقب، محاسبہ اور محاکمہ پر خود بھی بہت خوب لکھا اور دوسروں سے بھی ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے فتنے کے تعاقب میں مضامین لکھوائیں اور الحق میں شائع کرکے اس فتنہ کے خلاف بند باندھنے کی سعی کی، اس زمانے میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے خلاف ماہنامہ ''الحق'' ایک توانا آواز تھی۔

تحریک ختم نبوت میں اہم کردار: 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا، قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے جو مسلمانوں کی ترجمانی کی گئی اس کا ایک حصہ آپ نے لکھا، جسے حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا تھا۔

تحریک نظام مصطفیٰ اور قید وبند: 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی تو آپ نے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں بنیادی اور قائدانہ کردار ادا کیا، تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران مارچ 1977ء سے مئی 1977ء تک ہری پور جیل میں قید و بند کی صعوبت اٹھائی۔آپ کے علمی و دینی مقام کے بنا پر ہزاروں قیدیوں میں جن میں ہر طبقہ خیال سے وابستہ افراد شامل تھے خطبہ جمعہ اور درس قرآن وحدیث کی ذمہ داری

آپ کو سونپی اور سب نے آپ پر اتفاق کیا۔
صد سالہ جشن دیو بند: 1980ء میں دارالعلوم دیو بند کے جشن صد سالہ میں شرکت کی اور تعلیمی سیمینار میں مقالہ بھی پڑھا۔
ممبر وفاق المدارس: پاکستان کی دینی مدارس کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے رکن خاص رہے ہیں اور اسکے سارے بنیادی کاموں میں حصہ لے رہے تھے۔
ممبر فیڈرل کونسل: 1983ء سے لیکر 1985ء تک ملک کے سب سے بڑے قومی ادارے فیڈرل کونسل کے ممبر رہے۔
سینٹ آف پاکستان: ملک کے سب سے بڑے آئینی ادارے سینٹ آف پاکستان کے 1985ء سے 2008ء تک ممبر رہے۔
جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل: نومبر 1986ء سے اکابرین جمعیت علمائے اسلام (حافظ القرآن و الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ وغیرہم) نے جمعیت کی قیادت کی ذمہ داری آپکے سپرد کرر کھی تھی، تادم حیات جمعیت علمائے اسلام کے امیر رہے۔ ملک میں خالص اور اسلامی سیاست کے حوالے سے آپکو عظمت و سبقت حاصل ہے۔
شریعت بل: آپ نے سینٹ آف پاکستان میں پانچ چھ سال کی طویل ترین صبر آزما جدوجہد کے بعد شریعت بل کو منظور کرایا اور اسلامائزیشن کے سلسلہ میں پورے ایوان کو میدان کارزار بنائے رکھا جس کی تفصیلات سے اسمبلی کی مطبوعہ رپورٹیں بھری ہوئی ہیں، یہ آپ کا ایسا روشن کارنامہ ہے جسے برصغیر کی تاریخ میں روشن باب کی حیثیت حاصل رہے گی۔
متحدہ شریعت محاذ: متحدہ شریعت محاذ جسکے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ صدر تھے، آپ ہی کی تحریک و مساعی کا ثمرہ تھا، اس محاذ میں تمام مکاتب فکر کو ملا کر آپ نے شریعت بل کو پاس کرانے میں ملک گیر جدوجہد کی۔
متحدہ علماء کونسل: عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کی تشکیل بھی آپ ہی کی مرہون منت ہے، جسکے آپ سیکرٹری جنرل تھے۔ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء اور مذہبی تنظیموں کے سربراہان اس میں شریک ہوئے۔
اسلامی جمہوری اتحاد: نو جماعتوں کے اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد کے سینئر نائب صدر رہے ہیں۔
متحدہ دینی محاذ: دینی جماعتوں کے انتخابی اتحاد متحدہ دینی محاذ کے داعی اور کنونیر رہے۔
ملی یکجہتی کونسل: دینی طبقوں سے فرقہ واریت اور دہشت گردی کا شرمناک الزام مٹانے، امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف اور ملت کی فلاح و بہبود کے لئے تمام دینی جماعتوں کا ایک متفقہ پلیٹ فارم ملی یکجہتی کونسل کے

نام سے تشکیل دیا، جس میں تمام مکاتب فکرا کھٹے بیٹھ گئے اس کے سیکرٹری جنرل بھی آپ کو منتخب کیا گیا۔

جہاد افغانستان میں کردار: جہاد افغانستان میں اپنے عظیم والد کی طرح آپ نے بھی بھر پور حصہ لیا، افغان مجاہدین کے اتحاد، عبوری حکومت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، تحریک طالبان میں مرکزی کردار کے حامل رہے۔

تحریک طالبان: افغانستان میں طالبان تحریک اور گورنمنٹ مغربی دنیا اور خصوصاً امریکہ کیلئے زہر قاتل بنا، مذکورہ تحریک سے حضرت قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا بنیادی سرپرستی کا تعلق رہا اور ملک و بیرون ملک ہر جگہ ان کی تائید کے لئے کوشاں رہیں۔

دفاع افغانستان کونسل: افغانستان پر پہلے امریکی حملوں اور پھر اس کے بعد امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر پابندیاں لگانے پر قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے افغانستان میں طالبان تحریک کیلئے حمایت و تائید حاصل کرنے کے لئے ملک بھر کے دینی مذہبی و جہادی تنظیموں کا سربراہ اجلاس جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو منعقد کیا۔ اس اجلاس میں تمام مذہبی و جہادی تنظیموں نے طالبان کی تائید وحمایت کا اعلان کیا۔اس سلسلہ میں ایک کونسل ''دفاع افغانستان کونسل'' کے نام سے تشکیل دی گئی، جس کا چیئر مین آپ کو بنایا گیا۔

دفاع پاکستان و افغانستان کونسل: ملک بھر کے تمام دینی سیاسی جماعتوں کے اجلاس میں قومی سلامتی کے اہم ترین تقاضے کے پیش نظر فیصلہ کرتے ہوئے دفاع افغانستان کونسل کو دفاع پاکستان و افغانستان کونسل نام دینے کا فیصلہ کیا گیا اور قومی خودمختاری کے تحفظ اور ملکی سا لمیت کے دفاع کیلئے یک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہو کر وطن عزیز کے خلاف سازشوں کا مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا گیا۔اس کونسل کا سربراہ متفقہ طور پر حضرت مولانا سمیع الحق کو قرار دیا گیا، تادم آخر اس کونسل کا سربراہ رہے۔

متحدہ مجلس عمل: بعد میں اسی پلیٹ فارم کو انتخابی اتحاد کیلئے ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں متحدہ مجلس عمل کا نام دیا گیا، جسے صوبہ سرحد کے عوام نے زبردست پذیرائی سے نوازا۔ آگے چل کر یہ اتحاد اپنے مقاصد سے انحراف کی وجہ سے عوامی تائید وقبولیت کھو بیٹھا۔

اہتمام کی ذمہ داری: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی رحلت کے بعد دارالعلوم کی عظیم ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آپڑی، تقریباً ۳۰ برس سے دارالعلوم حقانیہ کے انتظامی امور آپ چلا رہے تھے جبکہ اس عرصہ میں دارالعلوم اپنی وسعت کار کے لحاظ سے دنیا کا عظیم تعلیمی ادارہ بن چکا ہے۔

آپکے دور اہتمام میں ہونے والی ترقی: الحمدللہ آپکے دور اہتمام میں دارالعلوم نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی ہے، علمی میدان میں دارالعلوم حقانیہ دوسرے مدارس کی صف میں آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے،

پاکستان اور بیرون ملک سے طالبان علوم دینیہ ایشیاء کی اس عظیم یونیورسٹی کا رخ کر رہے ہیں،اس وقت دورہ حدیث شریف میں طلباء کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہیں۔اتنی زیادہ تعداد پورے پاکستان میں کسی بھی مدرسے کے دورہ حدیث میں نہیں ہے، اسکے علاوہ تعمیراتی میدان میں بھی دارالعلوم رو بترقی ہے، چند جدید تعمیراتی سلسلوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں، جنکا آغاز اور تکمیل آپکے دوراہتمام میں آپ ہی کے مساعی سے ہوا۔

ایوان شریعت ہال: جدید سہولیات سے مزین عظیم دارالحدیث ہے۔

احاطہ مدنیہ: چارمنزلہ 120 کمروں پر مشتمل سب سے بڑا رہائشی ہاسٹل ہے۔

احاطہ ماوراء النہر: یہ ہاسٹل ابتداء میں نو آزاد وسطی ایشیائی ریاستوں اور غیر ملکی طلباء کیلئے بنایا گیا تھا اور اب ان کے چلے جانے کے بعد آج کل ''مدرسہ ہاجرہ للبنات'' کی صورت اختیار کرکے اکوڑہ خٹک کی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا مرکز بن گیا ہے۔

احاطہ یوسفیہ: بڑے بڑے کشادہ ہالوں پر محیط ہاسٹل ہے۔

رہائشی فلیٹس: جدید طرز تعمیر کے رہائشی مکانات ہیں۔ یہ دو بلاک ہیں ایک بلاک چار مکانات اور دوسرا 12 مکانات پر مشتمل ہے۔

سیوریج سسٹم: پورے دارالعلوم سے گزرتے ہوئے برساتی نالے کو سیوریج سسٹم میں تبدیل کیا، جن سے پورے دارالعلوم کے سیوریج ضروریات پوری ہورہی ہیں۔

احاطہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ: تین منزلوں پر مشتمل احاطہ، جس کی نچلی منزل میں دارالعلوم کا مطبخ اور باقی اوپر کی دومنزلوں میں طلباء کی رہائشی کمرے تھے، جسے اب نئے اکیڈمک بلاک کے لئے گرادیا گیا ہے۔

احاطہ امام بخاریؒ: تین منزلوں پر مشتمل یہ احاطہ بھی آپ کے مساعی سے تعمیر ہوا۔

دارالعلوم حقانیہ کی عظیم جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ: مسجد مولانا عبدالحقؒ یہ میرے خیال کے مطابق دارالعلوم کی تاریخ کا سب سے بڑا منصوبہ ہے، پرانی مسجد شہید کرکے اس کی جگہ ایک لاکھ کورڈ فٹ ایریا پر مشتمل وسیع وعریض جامع مسجد کی تعمیر ہورہی ہے، بقول حضرت یہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا خواب ہے کہ حقانیہ کے شایان شان بڑی مسجد بن جائے، اس پر بحمد للہ ابتک 14 کروڑ رقم خرچ ہوچکی ہے۔

دارالتدریس واکیڈمک بلاک: یہ منصوبہ بھی دارالعلوم کے تعمیراتی منصوبوں میں بڑا منصوبہ ہے، جو اس وقت تکمیلی مراحل میں داخل ہوچکا ہے۔ اس بلاک میں فنون کے جملہ درسگاہیں ودفاتر کے لئے وسیع وعریض ہال چار پانچ منزلوں میں تعمیر کئے گئے ہیں۔

تصنیف وتالیف: اس قدر تدریسی، دارالعلوم کے انتظامی امور کی مصروفیات اور سیاسی ذمہ داریوں

کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی جاری رکھا تھا۔ آپ کی چند تصنیفات درجہ ذیل ہے۔ (۱) قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف (۲) کاروان آخرت (۳) قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق (۴) شریعت بل کا معرکہ (۵) حقائق السنن شرح جامع السنن الامام الترمذی (۶) اسلام اور عصر حاضر (۷) دعوات حق (چار جلدوں میں) جو مولانا عبدالحق کے خطبات کا مجموعہ ہے جسے آپ نے خود ضبط اور مرتب کیا۔ (۸) زین المحافل شرح شمائل ترمذی (۱۰) اسلام کا نظام اکل و شرب شرح ترمذی (۹) خطبات حق (۱۱) مکتوبات مشاہیر سات جلدوں میں (۱۲) خطبات مشاہیر جامعہ حقانیہ میں اکابر امت کے خطبات وتقاریر کا مجموعہ 10 جلدوں میں (۱۳) اسلامی معاشرے کے لازمی خدوحال (ترمذی شریف کے ابواب البر والصلہ کی شرح) (۱۴) عبادات و عبدیت (۱۵) مسئلہ خلافت وشہادت۔

عالمی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت: مختلف موقعوں پر عرب وعجم کے دیسوں میں عالمی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔

مسجد حرام کی توسیع کے سنگِ بنیاد میں مولانا سمیع الحقؒ کی شرکت: 19 رمضان المبارک 1432ھ بمطابق 19 اگست 2011ء کو حرم کی سب سے بڑی جدید توسیع کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا اور اس سلسلے میں مکہ کے قصرِ صفا میں ایک بڑی یادگار تقریب کا اہتمام کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس تقریب میں سعودی عرب کے مقتدر سیاسی، قومی، علمی اور روحانی اہم شخصیات مدعو تھے مگر سعودی عرب سے باہر عالم اسلام اور عالم عرب کی شخصیات میں سے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس تاریخی و مبارک تقریب میں شرکت سے نوازے گئے اور دوسری شخصیت عالم عرب اور مصر کے معروف محقق، مفتی، عالم، علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی تھی، دونوں حضرات کو خصوصیت کے ساتھ اس تقریب میں ممتاز حیثیت دی گئی اور سب سے پہلی نشست حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کیلئے مختص کی گئی۔

امام حرم شیخ سدیس کا اپنا جبہ مولانا سمیع الحقؒ کو ہدیہ کرنا: اسی طرح حرم مکی کے روح رواں اور عالمی شہرت کے حامل خوش الحان امام جناب ڈاکٹر الشیخ عبدالرحمٰن السدیس مدظلہ نے بھی قصر صفا کے قیام کے دوران حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو قیام اللیل کی روح پرور دعا کرانے کے بعد اپنا نیا زیر استعمال خصوصی قیمتی جُبہ بطور ہدیہ پیش کیا اور اسے مولانا رحمہ اللہ کو پہننے کی فرمائش کی، شیخ عبدالرحمٰن السدیس کی یہ خصوصی محبت بھی حضرت مولاناؒ، دارالعلوم اور خاندانِ حقانی کے لئے سرمایہ سعادت ہے۔

مشاہیر اساتذہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا

عبدالغفور سواتی، مولانا عبدالحلیم زروبوی، مولانا مفتی یوسف بونیری، 1383ھ میں آپ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اس دوران دو تین ماہ مدینہ منورہ کے قیام کا موقع ملا، جامعہ اسلامیہ مدینہ کچھ عرصہ قبل قائم ہوا، جامعہ کے اساتذہ کی اجازت سے مولانا حسن جان شہید، مولانا عبداللہ کا خیل وغیرہ (جو جامعہ میں زیر تعلیم تھے) کی خواہش پر اعزازی طور شیخ عبداللہ بن بازؒ شیخ محمد امین شنقیطیؒ شیخ ناصرالدین البانیؒ، شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد، شیخ عطیہ سالم جیسے نابغۂ روزگار اساتذہ کے کلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔

دیگر اسفار: آپ کے اسفار میں وسطی ایشیائی ریاستوں مصر، مالٹا، لیبیا، عرب امارت، کویت، کوالمپور، بھارت، چین، امریکہ، برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک کے اسفار قابل ذکر ہیں۔ سینٹ کے خارجہ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے بھی آپ نے یورپ، چین، سنٹرل ایشیاء ویت نام وغیرہ کے دورے کئے اور وہاں انتہائی اعلیٰ سطحی اداروں، پارلیمنٹیرین، سربراہوں سے افغانستان کا اور مغرب کے نام نہاد دہشت گردی پر زور دار ترجمانی کی اور اسلام کیخلاف پروپیگنڈے کا شد و مد سے توڑ کیا۔ ہر کانفرنس اور ہر سیمینار میں آپ رحمہ اللہ نے مغرب کے اس نام نہاد اصطلاح الارہاب کا قلعی کھول دی اور مغرب کی دہشت گردی کا پردہ چاک کیا اور مغربی اصطلاح الارہابیہ کی ہر موڑ پر رد پیش کیا ہے اور ہر محاذ پر اسے مغرب کی مخالفت کی۔

مولانا شہیدؒ کا آخری مکتوب: جہاد اور مجاہدین سے بے لوث محبت کا مظہر آپؒ کا یہ آخری خط ہے، جس میں آپ نے مولانا جلال الدین حقانیؒ کے سوانح مرتب کرنے کیلئے علماء و زعماء کو تاثرات لکھنے کی دعوت دی۔

حضرت محترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ: جہاد افغانستان کے عظیم کمانڈر اور جرنیل حضرت مولانا جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کا دنیا کے دو سپر پاور سویت یونین اور امریکہ کیخلاف جہاد میں بنیادی کردار سے آپ یقیناً واقف ہوں گے، اپنے وقت کے امام شاملؒ، صلاح الدین ایوبی، سلطان ٹیپو شہید کی یادیں تازہ کرنے والے یہ عظیم رہنماء حال ہی میں وفات پاگئے ہیں۔ انکے متعلقین انکے سنہری سوانح واحوال کے مرتب کر رہے ہیں ان کی خواہش ہے کہ ان کے بارہ میں تاثرات اور تعزیتی کلمات احقر کے نام ارسال فرمادیں تاکہ اسے سوانحی مجموعہ میں شامل کیا جاسکے۔ والسلام: سمیع الحق، مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک پاکستان

اولاد و احفاد: مولانا حامد الحق (فاضل و مدرس حقانیہ سابقہ ایم این اے نوشہرہ، مولانا راشد الحق، فاضل و مدرس حقانیہ، و ایڈیٹر مجلّہ "الحق" اسامہ سمیع خزیمہ سمیع اور پانچ بیٹیاں ہیں جن میں بڑی بیٹی شفیق الدین فاروقی مرحوم کے عقد میں، دوسری سید سلیمان داود گیلانی، تیسری احقر (مولانا عرفان الحق حقانی) کے عقد میں ہیں، احفاد میں عبدالحق ثانی، محمد احمد، احمد محمد عمر، محمد معز الحق، محمد ارحم الحق، عمار شفیق، حذیفہ شفیق، محمد یحییٰ اور محمد حسنین شامل ہیں۔

مولانا لقمان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شہادت سے دو دن قبل ناموس رسالتؐ پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا سوشل میڈیا سے ایک درد بھرا پیغام
مقتدر قوتیں تحفظ ناموسِ رسالت پر سٹینڈ لیں

میرے ملک کے غیور مسلمان خواتین و حضرات !آج جو سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا ہے اس نے پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں اس ملک پر بہت بڑا دھبہ لگایا ہے، سپریم کورٹ کے اس فیصلے نے پاکستانی مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے ہیں بلکہ پوری امت کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے ہیں، ہمیں سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ملا ہے ورنہ آج ہم ہندو ہوتے ،سکھ ہوتے ،عیسائی ہوتے، گائے گوبر اور پیشاب کی پوجا کرتے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی، ہمیں فلاح دی، ہمیں سیدھا راستہ دکھایا، یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہون منت ہے۔

مقتدر حلقوں سے اپیل : میں حکمرانوں، فوج اور مقتدر اداروں سے بھی اپیل کرونگا کہ اس مسئلہ پر نظر ثانی کریں، اس ملک کی بقا، ملک کی سالمیت ملک کا امن و امان وہ ہم سب کو عزیز ہے اور اس فیصلے نے ملک کی سالمیت کو آگ لگائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عدالت (جو ہر وقت اپنے توہین کی فکر میں رہتی ہے اور اپنے آپ کو مقدس گائے سمجھتی ہے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور تقدس کی انہیں کوئی فکر ہی نہیں) اب آسیہ کی رہائی کا جو انہوں نے فیصلہ کیا اور اس کی سزا کو ختم کردیا جبکہ ملک کی دو عدالتوں نے اسکی سزا کو برقرار رکھا تھا اور آسیہ ملعونہ کی سزائے موت کی توثیق کردی تھی لیکن آج بیرونی دباؤ اور ڈالروں کی لالچ اور غلامی کی وجہ سے مغربی اقوام سے مجبور ہو کر اور دباؤ میں آ کر انہوں نے ایسا فیصلہ کیا جس نے ملک کی بنیادیں ہلا دیں۔

ریاست مدینہ کا اولین تقاضا: اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو ریاست مدینہ کا اولین تقاضا ہے کہ ریاست مدینہ کے اولین بانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اسٹینڈ لے اور یہ جو آگ لگی ہے اس کا ایک طریقہ ہے کہ اس پر مختلف طاقتیں مل کر اس کی تلافی کریں اور اس پر نظر ثانی کریں اور اسے موخر کردیں یہ نہ ہو کہ وی آئی پی پروٹوکولز کے ساتھ آسیہ ملعونہ کو جہاز میں بٹھا کر باہر بھیج دیا جائے، آج افواہ بھی یہی ہے کہ یہی ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک

کا امن و امان بھی ہمیں عزیز ہے، سب سے پہلے ہم اس ملک کے امن و امان کی سالمیت میں مصروف عمل رہتے ہیں، میرا دفاع پاکستان کونسل بنانے کا مقصد یہی تھا کہ ملک میں فساد، انتشار اور بدامنی پیدا نہ ہو اور غیروں کے تسلط سے ہمیں آزادی ملے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دینی جماعتیں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں، یہ اقدام اگر ہم کرتے ہیں تو مشترکہ مشاورت سے کریں اور متفقہ بائیکاٹ کی اپیل کریں، احتجاج کی اپیل کریں، ہڑتال کی اپیل کریں، مظاہروں کی اپیل کریں مگر میں سمجھتا ہوں کہ پوری طور پر پورے ملک میں جمعہ کے دن پُرامن احتجاج کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور ایک بات ضروری ہے کہ ہم ان مظاہروں اور احتجاج میں کسی کی املاک کو ضرر نہ پہنچائیں کیونکہ یہ اپنے ملک کیساتھ برائی ہے اور ہمیں اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی بے گناہ کے مال و جان اور عزت پر ہاتھ ڈالا جائے البتہ پُرامن احتجاج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کے جذبات کا اظہار ضروری ہے اور یہ ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے جب تک ہم میں یہ جذبہ نہیں ہو تو ہم مومن نہیں ہیں۔

تمام دینی اور سیاسی جماعتوں سے یکجہتی کی اپیل: میں آپ سے اپیل کرتا ہوں جمعیت علما اسلام سے اور دفاع پاکستان کونسل کے تمام ارکان سے اور تمام دینی جماعتوں سے اور تمام علماء صوفیاء کرام سے اور تمام معزز و غیور شہریوں سے کہ وہ اپنی سیاسی وابستگی و تعصبات سے بالاتر ہو کر اور اس سے ہٹ کر خالص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں احتجاج کریں اور مغربی اقوام تک یہ پیغام پہنچائیں کہ مسلمان اپنے رسول ﷺ پر جان، مال، عزت و ناموس سب کچھ فدا کر سکتے ہیں اور ہمارے حکمرانوں کی بدقسمتی ہے کہ ان سے ایسا کھیل کھیلا گیا، ہم خیرخواہی سے اس حکومت کو دینی اعتبار سے مستحکم دیکھنا چاہتے تھے لیکن جو سازش ہوئی یہ اس حکومت کے استحکام کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ناموس پر وار کرنا عروج نہیں زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

عمران خان سے ملاقات میں کھری کھری باتیں: میں وزیراعظم پاکستان عمران خان سے دو ہفتے پہلے ملا، ملاقات میں بتایا کہ آپ دباؤ میں نہ آئیں، اگر آپ ناموس رسالت پر سٹینڈ لیں گے تو اللہ آپ کی حفاظت کریگا، اگر آپ نے اسٹینڈ نہ لیا تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی حکومت قائم رہیگی، میں اپیل کرتا ہوں دفاع پاکستان کونسل، جمعیت علما اسلام اور مدارس کے متعلقین سے تمام مختلف فرقوں سے کہ وہ ان ساری چیزوں سے بالاتر ہو کر پرامن مظاہرہ کریں، احتجاج کریں اور ان شا اللہ میری امید ہے کہ تمام جماعتوں کی مشاورت ان دو دنوں میں مکمل ہو جائے تو پھر مشترکہ مشاورت سے کوئی پروگرام بنائینگے وہ APC کی شکل میں ہو یا کسی اور بڑے احتجاجی شکل میں ہو ہم مل بیٹھ کر اسکا لائحہ عمل طے کرینگے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

ادارہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی تعزیت کے لئے مہمانوں کی دارالعلوم آمد

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں قائد جمعیت، شہید ناموس رسالت مولانا سمیع الحق شہید کا تعزیتی سلسلہ جاری ہے، ہزاروں کی تعداد میں سیاسی زعماء، ممبران قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی، ارکان سینٹ، وفاقی وصوبائی وزراء، محققین و مصنفین، دانشور، کالم نگار، صحافی برادری، اقلیت رہنما، بیوروکریٹس، غیر ملکی سفارتکار سمیت تمام مکاتب فکر کے علماء طلبا اور دیگر تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات نے شرکت کی اور شہید ناموس رسالت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی، علمی، ملی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، جس میں صدر پاکستان ڈاکٹر عارف علوی، سینٹ آف پاکستان کے چیئرمین جناب صادق سنجرانی، اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر، وزیر دفاع پاکستان پرویز خٹک، گورنر خیبر پختونخوا شاہ فرمان، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا محمود خان، وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان حافظ حفیظ الرحمٰن، سینٹ آف پاکستان کا ایک بڑا وفد چیئرمین سینٹ کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آیا، جس میں قائد ایوان سینیٹر شبلی فراز، سینٹر سجاد طوری، سینیٹر جاوید عباسی، سینٹر نصر اللہ شامل تھے، سابق چیئرمین سینٹ وسیم سجاد، حضرت مولانا فضل الرحمٰن امیر جمعیت علماء سلام پاکستان، مولانا عبدالغفور حیدری، جماعت اسلامی کے امیر سینیٹر جناب سراج الحق، مرکزی جنرل سیکرٹری لیاقت بلوچ، خیبر پختونخوا کے امیر سینیٹر مشتاق احمد خان، مرکزی نائب امیر، سابق ایم این اے میاں محمد اسلم، سابق صوبائی وزیر صحت عنایت اللہ خان، قاضی حسین احمدؒ کے صاحبزادے آصف لقمان قاضی اپنے خاندان کے ہمراہ تشریف لائے، اسی طرح ایم این اے مولانا عبداللہ اکبر چترالی، آزاد کشمیر کے رہنما عبدالرشید ترابی، تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، سابق وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان، صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اطلاعات ونشریات شوکت یوسفزئی، معروف دفاعی تجزیہ نگار میجر (ر) عامر، ملی یکجہتی کونسل کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل علامہ ثاقب اکبر، ایم این اے نصر اللہ خان دریشک، ایم این اے غوث بخش مہر، سابق وزیر مولانا عبدالباقی کوہستان کے بھائی سابق ایم این اے محبوب خان، پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، سینیٹر بیرسٹر اعتزاز احسن، مرکزی رہنما اور سابق گورنر کے پی کے مسعود کوثر، زمرد خان، سابق وزیر لیاقت شباب، صوبائی صدر ہمایوں خان، صوبائی جنرل سیکرٹری فیصل کریم کنڈی، سابق وزیر داخلہ

رحمان ملک، سابق وزیر اطلاعات چودھری قمر زمان کائرہ، عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما حاجی غلام احمد بلور، سینیٹر الیاس بلور، مرکزی جنرل سیکرٹری میاں افتخار حسین شاہ، ملک جمعہ خان، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر جناب شہباز شریف، ن لیگ کے رہبر راجہ ظفر الحق، سابق گورنر ظفر اقبال جھگڑا، سابق وزیر اعلیٰ مہتاب عباسی، سابق وزیر اعلیٰ سینیٹر پیر صابر شاہ، سینیٹر جاوید عباسی، واپڈا کے سابق وفاقی وزیر چودھری عابد شیر علی، چودھری عابد رضا گجرات، مرکزی رہنما سینیٹر چودھری تنویر، انجینئر امیر مقام، سابق وزیر پیر امین الحسنات شاہ، سابقہ وفاقی وزیر جناب سردار محمد یوسف، سابق صدر جناب فاروق احمد خان لغاری مرحوم کے صاحبزادے سابق وفاقی وزیر وصوبائی وزیر پنجاب سردار اویس احمد خان لغاری، جماعت اہل سنت والجماعت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا دوتانی، جماعت الدعوہ کے پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب، شیخ عبدالرحمٰن مکی، ملی مسلم لیگ کے رہنما حافظ یعقوب شیخ، جناب خالد ولید، سمیت دیگر اہم رہنما ، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی سربراہ سینیٹر علامہ ساجد میر، سابق وفاقی وزیر مرکزی جنرل سیکرٹری سینیٹر حافظ عبدالکریم ، مرکزی نائب امیر اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن شیخ علی محمد ابوتراب، مولانا عتیق الرحمٰن کشمیری، پروفیسر حافظ سجاد ، پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان ، پولیٹیکل ایڈوائزر نعیم الحق ، وفاقی وزراء کا وفد جس میں علی محمد خان، وزیرداخلہ شہریار خان آفریدی، وزیر برائے قدرتی وسائل چودھری غلام سرور، وزیر برائے مذہبی امور مولانا نور الحق قادری، وزیر توانائی عمرایوب خان، سینیٹر بابر اعوان، پاکستان مسلم لیگ جنرل ضیاء الحق شہید کے سربراہ وسابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور محمد اعجاز الحق، ڈاکٹر انوار الحق سابق وزیر پنجاب ، پاکستان عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید، جنرل حمید گل ؒ کے صاحبزادے اور تحریک نوجوانان پاکستان کے صدر عبداللہ گل، آزاد کشمیر کے سابق وزیراعظم اور مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عتیق احمد خان ، جے یو پی کے صدر شاہ اویس احمد نورانی، جے یو پی گروپ کے ڈاکٹر مولانا ابوالخیر زبیر، جمعیت علمائے اسلام (ف) بنوں کے امیر سابق سینٹر قاری عبداللہ، سابق ممبران صوبائی اسمبلی مولانا عبدالرازق مجددی اور قاری گل عظیم ، متحدہ جمعیت اہل حدیث کے سربراہ علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری ، سید اسامہ بخاری، علامہ مقصود سلفی، جمعیت اہل حدیث کے صوبائی صدر علامہ عبدالعزیز نورستانی ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے مولانا ڈاکٹر عادل خان و مولانا مفتی عبیداللہ خالد، فرزندان شیخ سلیم اللہ خان بانی جامعہ فاروقیہ کراچی مولانا حسین احمد صوبائی مسئول وفاق المدارس، مولانا زبیر احمد صدیقی مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد اور علمائے کشمیر کی ایک بہت بڑا وفد نے مولانا امین الحق کی قیادت میں جبکہ جماعت اسلامی کے وفد نے ڈاکٹر طارق سلیم کی قیادت میں مولانا شہید کی

تعزیت کی۔خاکسار تحریک کے قائدین نے مولانا شہید کی قبر پر سلامی پیش کی جبکہ تبلیغی جماعت کے بیرونی وفود نے ملائیشا اور افریقہ سے تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

انصار الامہ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل ،خادم الحرمین الشریفین سلمان بن عبدالعزیز کی طرف سے سعودی سفارت خانہ کا ایک وفد اکوڑہ خٹک آیا جس میں سعودی نائب سفیر شیخ حبیب اللہ الختار اور مکتب الدعوہ پاکستان کے سربراہ الشیخ ابومحمد شامل تھے۔جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد خان شیرانی ،قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی رہنما مولانا عبدالواسع ، جمعیت علماء اسلام کے نظریاتی گروپ کے مولانا عبدالقادر لونی ،عالمی ختم نبوت اور وفاق المدارس کے سربراہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا زرولی خان مہتمم احسن العلوم کراچی،وفاقی وزیر مواصلات ملک امین اسلم ،اسپیکر کے پی کے اسمبلی مشتاق غنی ،ڈپٹی اسپیکر محمود خان،قلات کے ایم این اے محمود شاہ،اہل تشیع کے علماء علامہ عابد حسین شاکری ،سابق سینیٹر علامہ جواد ہادی، اور مولانا ارشاد حسین شیرازی وغیرہ ،مسلم لیگ ق کے غلام مصطفیٰ ملک، عالمی ادارہ صحت (اقوام متحدہ) کے پاکستانی سربراہ ڈاکٹر نیما،صحافیوں کے متعدد وفود طاہر خان،ہارون الرشید ،افتخار مشوانی،محمد صدیق انظر،راجہ خرم پرویز،چترال کے علماء و عمائدین کا بڑا وفد ،وزیرستان وانا کے ڈاکٹر مولانا تاج محمد خان ،مولانا زرولی خان حقانی، مولانا عبدالحلیم حقانی، مولانا جان محمد حقانی، مولانا سلطان حقانی،فیصل آباد جامعہ امدادیہ کے مولانا مفتی زاہد،سابقہ وزیراعلیٰ کے پی کے شمس الملک وغیرہ ممبر قومی اسمبلی علی خان جدون شامل تھے،صوبہ بلوچستان کے سابق وزیراعلیٰ نواب اسلم خان رئیسانی ،سابق ارکان قومی اسمبلی مولانا محمد قاسم ،مولانا غلام صادق،مولانا عبداللہ شاہ ،مولانا سعید سرور ،مولانا محمد رمضان علوی، قاری محمد اخلاق مدنی، قاری حسنات، قاری فضل ربی، پاکستان علماء کونسل کے سربراہ مولانا طاہر محمود اشرفی،معروف صحافی خوشنود علی خان، جنگ جیو گروپ کے معروف صحافی و تجزیہ نگار حامد میر ،جیو کے اینکر جاوید اقبال،معروف صحافی پیر سید سفید شاہ، پیر سید ہارون شاہ، جامعہ اشرفیہ صغیر پشاور کے مہتمم مولانا ارشد علی قریشی، جامعہ مسجد مہابت خان کے خطیب مولانا طیب قریشی، مسجد قاسم علی خان کے مولانا شہاب الدین پوپلزئی ،مولانا عبدالحئی حقانی، مولانا حبیب اللہ حقانی ،مولانا سبز علی خان،مولانا عبدالواحد درسمند،مولانا مفتی محمد سردار، مولانا عبدالحسیب حقانی،مولانا سعید الرحمٰن ،مفتی ظفر زمان، مولانا محمد اسرائیل،مولانا امان اللہ حقانی، مولانا عبدالبصیر شاہ،مولانا غنی الرحمٰن ،مولانا رفع اللہ ،حاجی غلام علی سینیٹر کمشنر پشاور شہاب علی شاہ، سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو شہاب خان ،مولانا نثار اللہ باچا ،مولانا نور الحق قادری ،مولانا شمس الامین پیر آف

مانکی شریف، مولانا صاحب حسین، مولانا عبدالشکور، عبدالغفار روپڑی، حافظ عبداللہ، مولانا عصمت اللہ ایم این اے، مولانا صلاح الدین ایم این اے، مولانا میاں اجمل قادری، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے رہنما مولانا بشیر احمد شاد، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا احمد علی ثانی، مولانا ظہیر الدین بابرؒ ایڈوکیٹ کے صاحبزادے غازی الدین بابر، غیاث الدین بابر، مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، مولانا قدرت اللہ، مولانا سیف الرحمٰن درخواستی، مولانا محمد اسعد درخواستی، مولانا محمد ایوب خان ثاقب، مولانا زاہد الراشدی، مولانا نجم الدین درویش، مولانا عبدالقیوم میرزئی، مولانا اللہ داد، مولانا طاہر شاہ حقانی، مولانا عبدالحلیم حقانی پشین، مولانا شفیق دولتزئی، مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا اعظم حسین، بریگیڈئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن، مولانا کفایت اللہ سابق ناظم وفاق المدارس، معاویہ اعظم طارق، ابراہیم قاسمی مرکزی صدر پاکستان راہ حق پارٹی، مولانا سید محمد کفیل بخاری، سابق وزیر تعلیم کے پی کے مولانا فضل علی حقانی، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب ، نائب مہتمم حضرت مولانا ارشد صاحب، مولانا حافظ زبیر، مولانا حماد حسن، مولانا اسد حسن، جامعہ دارالخیر کراچی کے مہتمم اور سواد اعظم پاکستان کے سربراہ اور جمعیت علماء اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جمعیت کے مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا اسفندیار خان، صوبہ سندھ کے امیر قاری عبدالمنان، حافظ احمد علی، قاری حماد مدنی، مفتی احمد الرحمان، مولانا اسعد تھانوی، مولانا زرولی خان، عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا پیر لیاقت علی شاہ کراچی، جمعیت علماء اسلام پاکستان اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ اور دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جانشین مولانا حامد الحق حقانی اوران کے برادران و خاندان حقانیہ سے تعزیت کی۔

بیرون ممالک میں تعزیتی مجالس

بیرون ممالک میں مولانا سمیع الحق شہید کے حوالے سے مختلف تعزیتی محافل وسیمنارز کا انعقاد کیا گیا جبکہ ہزاروں لوگوں نے فون سمیت ای میل، واٹس اپ، وغیرہ پر تعزیتی پیغامات بھیجے۔ افغانستان ، ایران، مصر، فلسطین، قطر، ترکی سمیت دیگر مغربی ممالک میں بھی مولانا مرحوم کی یاد میں پروگرام منعقد کئے گئے، جبکہ سعودی عرب میں منعقد ہونے ۱۴۔۱۵ رنومبر کو والی کانفرنس جس میں مولانا شہید بھی مدعو تھے انہوں نے مولانا شہید کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۲۱۔نومبر: اسلامی مشاورتی گروپ کا پانچواں سالانہ اجلاس او آئی سی ہیڈکوارٹر جدہ سعودی عرب میں

منعقد ہوا، جس کی صدارت امام کعبہ وسربراہ انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید اور او آئی سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر یوسف بن احمد العثیمین نے کی، اجلاس کے افتتاحی خطاب میں امام کعبہ شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید نے اسلامی مشاورتی کونسل کے اہم رکن مولانا سمیع الحق شہید کی خدمات کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ ایک عظیم ہستی سے محروم ہوگئی جو امت کو یکجا کرنے کی فکر میں رہتے تھے ان کی شہادت سے صرف پاکستان ہی محروم نہیں ہوا بلکہ پوری مسلم امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ان کا میرے ساتھ انتہائی برادرانہ اور مشفقانہ تعلق تھا، انہوں نے مولانا سمیع الحق شہید کے صاحبزادے جمعیت علماء اسلام کے سربراہ اور جامعہ حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی ،جامعہ کے مہتمم مولانا انوارالحق اور دیگر اہل خانہ سے تعزیت کی۔اس کے علاوہ او آئی سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر یوسف بن احمد العثیمین نے بھی اپنے خطاب میں مولانا سمیع الحق شہید کی خدمات کوخراج تحسین پیش کیا اوران کے اہل خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔کانفرنس میں شریک جامعۃ الازہر قاہرہ مصر کے نائب رئیس پروفیسر صالح عباس جمعۃ صالح ،ڈاکٹر محمد جویلی نائب سربراہ اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک جدہ نے بھی مولانا سمیع الحق شہید کوزبردست الفاظ میں انکی خدمات کوسراہا۔اس کے علاوہ سعودی وزیر مملکت شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ ، نائب وزیر مذہبی امورشیخ عبدالعزیز العمار،مکتبہ الدعوہ پاکستان کے سابق سربراہ شیخ ابوسعد الدوسری نے مولانا حامد الحق حقانی اور اہل خانہ کے نام تعزیتی مکتوب میں مولانا سمیع الحق شہید کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اوران کی امت مسلمہ کے لئے لامتناہی خدمات کوزبردست انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔سعودی حکومت نے پاکستان میں متعین اپنے نائب سفیر اوردیگر سفارتی عملہ کواس سے قبل مولانا سمیع الحق شہید کی تعزیت کے سلسلے میں جامعہ حقانیہ بطور خاص بھجوایا تھا اورانہوں نے خادم الحرمین الشریفین کی طرف سے مولانا حامد الحق حقانی سے تعزیت کی۔اس کے علاوہ گزشتہ دنوں مولانا سمیع الحق شہید کا غائبانہ نماز جنازہ حرم شریف مکہ مکرمہ میں بھی پڑھا گیا ، بعد میں عالمی ادارہ صحت کے ریجنل ڈائریکٹر ڈاکٹر احمد المنظری نے مولانا حامد الحق حقانی کے نام اپنے تعزیتی خط میں مولانا سمیع الحق شہید کے فلاحی ،سماجی اورخصوصاً صحت عامہ کے حوالہ سے ان کی گرانقدر خدمات کوخراج تحسین پیش کیا۔مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث الدکتور سعید عنایت اللہ، شیخ ہشیم اور شیخ سیف الرحمٰن نے بھی مولانا حامد الحق حقانی سے مولانا شہید کی تعزیت کی۔

☆☆☆

ابوالحسین آزاد
معلم جامعہ بیت السلام تلہ گنگ

بیاد حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ

عجیب منظر بہشت کا ہے، سبھی شگوفے چٹک رہے ہیں
تمام قدسی تمہاری آمد، پہ گا کے نغمے لہک رہے ہیں
تری حمیت، تری شجاعت، تری سیاست، ترا تدبر
جنوں کے کعبے کے طاقچوں میں، قصیدے اِن کے لٹک رہے ہیں
وہ تیرا گلزارِ علم و دانش، وہ تیرا بازارِ عشق و مستی [1]
وہاں سے کرنیں ابھر رہی ہیں، چراغِ الفت بھڑک رہے ہیں
تمہارے مے خانۂ جنوں [2] کا، عجیب عالم ہے دنیا بھر میں
کہ کھا کے زخمِ جگر بصد شوق، رِند سارے بہک رہے ہیں
ترے بدن کی سبھی خراشیں، تمہارے سینے کے سارے گھاؤ
اندھیری رُت میں وفا کی راہوں، پہ بن کے جگنو چمک رہے ہیں
وہ زخم سارے تری جبیں کے، وہ سارے قطرے ترے لہو کے
جنوں کے اجڑے ہوئے چمن میں، گلاب بن کر مہک رہے ہیں
ابھی تو رستے میں الجھنوں کے، ہزار جنگل پڑیں گے لیکن
یہ میرے پیروں کو کیا ہوا ہے؟ قدم قدم پر اٹک رہے ہیں
ہم اپنا دردِ جگر کسی سے، بیاں کریں بھی تو کیسے ہمدم
زباں پہ چھالے اُگے ہوئے ہیں، قلم سے آنسو ڈھلک رہے ہیں

---

(۱) مولاناؒ کی علمی و عملی خدمات، خاص طور پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف اشارہ۔
(۲) جہادِ افغانستان میں مولاناؒ کے قائدانہ کردار کی طرف اشارہ۔